

إقامة الدلائل القويّة على وَضْعِ حديثِ
”أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةَ“

تأليف

وجاهت حسين الحنفي

ناشر

إمام جعفر صادق فاؤنڈیشن
(اہل سنت)
گجرات، ہند۔

إقامة الدلائل القويّة على وَضْعِ حديثِ ”أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةَ“

تأليف

وجاهت حسين الحنفي

یوٹیوب پر اس پورے رسالہ کو لیکچر میں تالیف کی
زبانی سننے کے لیے QRCode کو اسکین کریں۔



ناشر

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہل سنت)

گجرات، ہند۔

کتاب کا نام : إقامة الدلائل القویة علی وضع حدیث ”أَنْتَ مِنْیَ یَا مُعَاوِیَّةَ“

تألیف : وجاهت حسین الحنفی

سن اشاعت : 7 محرم، 1444 ہجری

6th August 2022

کمپوزنگ اینڈ پبلی کیشن : امام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہل سنت)

موڈاسا، اروٹی، گجرات، انڈیا

:: ملے کا پتہ ::

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن
(اہل سنت)

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

موڈاسا، اروٹی، گجرات، انڈیا

Contact No. 85110 21786

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى النَّبِيِّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ كُلِّهِمْ
وَمَنْ هُمُؤَا آلِ بَيْتٍ جَلَّ فِي الْعِظَمِ
الدِّينُ مِنْ بَيْتِهِمْ قَدْ جَاءَ لِلْأُمَمِ

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ﴾

فہرست

9	❖ مقدمہ
11	❖ ۱۔ مکمل حدیث
12	• متن کے موضوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں
13	• حدیث پر کلام
14	❖ ۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث
15	• راویوں کا چارٹ
16	❖ عبد العزیز بن یحییٰ
16	• احمد دینوری کی روایت
17	• احمد دورقی کی روایت
18	• عبد العزیز بن یحییٰ سے متعلق آئمہ کے اقوال
21	• عباس الدوری کی روایت
22	❖ عبد العزیز بن بحر
23	• عباس الدوری کی روایت
27	• عبد اللہ بن احمد کی روایت
28	• محمد بن قدامہ جوہری کی روایت
30	• محمد بن عبید ہاشمی کی روایت

- 31 • احمد دورقی کی ایک اور روایت
- 32 • ولید بغدادی کی روایت
- 33 • پہلی غلط فہمی: ”ہر قسم کی ضعیف حدیث فضائل میں قبول ہے۔“
- 34 • حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اور اس پر وارد اشکالات
- 39 • دوسری غلط فہمی: ”مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے موضوع نہیں“
- 48 • تیسری غلط فہمی: ”روایت کا موضوع ہونا فقط سند حدیث سے پتا چلتا ہے“
- 51 • عبد العزیز بن عمر ❖
- 55 • عبد اللہ بن بحر ❖
- 57 • عبد اللہ بن یحییٰ ❖
- 58 • عبد العزیز کی متابعت کا بیان
- 58 • عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت
- 60 • عبد الرحمن بن عفان کی سند سے متابعت
- 62 • اسماعیل بن عیاش کی متابعت
- 63 • اسماعیل بن عیاش کی ایک اور متابعت کا بیان
- 66 • عبد اللہ بن دینار کی متابعت کا بیان
- 67 • ۳۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث
- 69 • ۴۔ سعید بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما کی مرسل
- 71 • ۵۔ حضرت معاویہ سے متعلقہ دیگر احادیث
- 71 • حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: ”معاویہ کی موت میری ملت کے سوا کسی اور ملت پر ہوگی۔“
- 72 • ایک اور روایت: ”معاویہ جہنم میں ایک تابوت میں بند ہے۔“

- 72 • ایک اور روایت: ”معاویہ اس امت کا فرعون ہے“۔
- 75 ۶۔ روایت کے متن پر کلام
- 75 • قرآن حکیم میں اس اسلوب کا استعمال
- 78 • احادیث مبارکہ میں اس اسلوب کا استعمال
- 79 • عمل میں اتباع
- 79 • ایک جاں نثار صحابی کے عمل پر اس کا اطلاق
- 81 • ایک جماعت کے عمل پر اس کا اطلاق
- 82 • اوصاف میں مشابہت
- 82 • محبت و عداوت میں یکسانیت
- 84 • خلافتِ راشدہ کے خلاف ملوکیت کا قیام
- 91 • ذاتی معاملات میں سنن کی خلاف ورزی
- 94 • مالِ غنیمت سے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خلاف ورزی
- 97 ۷۔ خلاصہ کلام
- 98 ✽ مصادر و مراجع

مقدمہ

نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ دین کے ایک اہم ماخذ ہیں۔ ان سے عقائد، احکامات، و اخلاقیات اخذ ہوتے ہیں۔ اس لیے حدیث کے باب میں جھوٹ بولنا بالکل ایسے ہے جیسے قرآن حکیم میں کسی آیت کا اضافہ کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعْهُ مِنْ النَّارِ۔

”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، اسے چاہیے کہ جہنم کی آگ اپنا ٹھکانا بنالے۔“

”قال رسول الله ﷺ“ کے سامنے ایک مومن سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔ اس جملے کی طاقت کو جانتے ہوئے اوائل دور سے ہی ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے بعض سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے ”مقدس جھوٹ“ کو گھڑنے کا کام شروع کیا۔ جس میں شخصیات کے مناقب پر بہت سی احادیث کو گھڑا گیا اور گھڑوایا گیا۔ اور بہت بعد میں جا کر لوگوں نے عقائد اور رقائے کے باب میں بھی مرویات کو گھڑنا شروع کیا۔

البتہ یہ اللہ کا دین ہے! اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ لہذا اس نے ہر دور میں اپنے ایسے رجال کو مسلط و مسخر کیا جنہوں نے اپنی زندگی ”قال رسول الله ﷺ“ کی حفاظت اور اس سے جھوٹ کو جدا کرنے میں گزار دی۔

جنہوں نے اپنی جرح و تعدیل کی تلوار سے بہت سے کذابین و وضاعین کو آشکار کیا۔

اس پر مستقل جرح و تعدیل کی کتب تصنیف کی گئیں، جن میں ہزار ہا رواۃ کے اسماء اور ان کے حالات کو محفوظ کیا گیا۔ ان کی صحیح کو ضعیف سے الگ کیا گیا۔ اور متردکین و کذابین پر مستقل کتب تصنیف ہوئیں۔ بعض علماء کرام نے ’الموضوعات‘ کے نام سے اس پر کام کیا۔ بعض نے عوام میں مشہور مرویات کو موضوع بحث بنایا۔ اور بعض احادیث پر انفرادی طور پر رسائل بھی لکھے گئے۔

ہمارا یہ رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایک صریح جھوٹ جو نبی کریم ﷺ پر باندھا گیا، جس کو بعض نا اہل لوگ ٹی وی میں بیان کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ اور پھر بعض بے بہرہ لوگوں نے اپنے زعم میں اس کا دفاع بھی کرنا شروع کر دیا۔ فقیر نے اس کو حفظ و محدثین کے طریق پر اس کتاب میں بیان کر دیا ہے۔

اس کا اجر ہم فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ سے ہی طلب کرتے ہیں۔

وجاہت حسین الحقنی

۱۔ مکمل حدیث

الحمد لله والصلاة والسلام على سيدنا رسول الله وعلى آله وصحبه. أما بعد
روایت: ”اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں“ پر یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں اس حدیث میں
موجود ظاہری و باطنی علتوں پر کلام کیا گیا ہے۔
یہ مکمل حدیث اس انداز میں بیان کی گئی ہے:

يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك
فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين۔

”اس دروازے سے ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو حضرت معاویہ داخل ہوئے، اگلے دن
دوبارہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا، تو حضرت معاویہ داخل ہوئے اور اس سے اگلے دن دوبارہ آپ ﷺ نے یہی
فرمایا تو پھر حضرت معاویہ داخل ہوئے۔ کسی شخص نے سوال کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) کیا وہ یہ ہیں؟ نبی کریم ﷺ
نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، (نبی کریم ﷺ نے
دو انگلیاں ملا کر فرمایا) ہم دونوں جنت میں اس طرح داخل ہونگے۔۔۔

بعض مرویات میں اس کا فقط پہلا حصہ بیان کیا جاتا ہے اور بعض میں فقط آخری۔ مگر روایت یہی ہے۔

متن کے موضوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں

اس حدیث کے متن کے موضوع ہونے پر تو اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے فقط اس کی علت پر اختلاف ہے یعنی اس حدیث کو گھڑنے والا کون ہے اس میں اختلاف ہے۔ مگر افسوس آج کچھ لوگ اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیے اس حدیث کی سند کو متابعت سے ”حسن“ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا رسالہ انہیں لوگوں کی اصلاح کے لیے اور حق کو واضح کرنے کے لیے اصول حدیث کے عملی شواہد کے ساتھ پیش ہے۔

کلام رسول ﷺ میں ایک خاص نور ہوتا ہے، جس سے حدیث شریف کے ساتھ کثرت سے شغف رکھنے والے بنا سند دیکھے سنتے ہی پہچان جاتے ہیں کہ یہ کلام رسول ﷺ کا ہے یا نہیں۔

یہ روایت بھی انہیں مرویات میں سے ایک ہے جس کے متن کے موضوع ہونے پر اہل فن اور اہل نظر میں کوئی اختلاف نہیں اور جس کا بدیہی طور پر موضوع ہونا عیاں ہے۔

اسی لیے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کا ذکر کر کے سند کی بجائے سیدھا متن پر حکم لگایا ہے۔

فَمِنْ الْأَبَاطِيلِ الْمُخْتَلَفَةِ... ابْنُ عَمَرَ، مَرْفُوعاً: يَا مُعَاوِيَةُ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ... فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ ظَاهِرَةُ الْوَضْعِ۔

”(فضائل حضرت معاویہ میں) ان گھڑی ہوئی باطل مرویات میں سے یہ بھی ہے (پھر مختلف مرویات کا ذکر کر کے آخر میں ذہبی لکھتے ہیں) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے: اے معاویہ! تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔۔۔۔۔ ان احادیث کا ظاہری موضوع ہے۔“

(سیر أعلام النبلاء، ط الرسالة، 131/3)

متاخرین علماء کرام جنہوں نے اس باب میں تفصیل سے کتب کو تحریر کیا ہے وہ بھی اس کے موضوع ہونے پر متفق ہیں۔

شیخ مصطفیٰ حسن سباعی (متوفی 1384 ہجری) نے اس حدیث کا شمار ان مرویات میں کیا ہے جس کو نواصب نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف گھڑا۔

و كذلك قابلهم المتعصبون لمعاوية والأمويين فوضعوا أحاديث مثل قولهم: الأمانة ثلاثة، أنا وجبريل، ومعاوية. أنت مني يا معاوية وأنا منك...

”اسی طرح ان (مرویات گھڑنے والوں) کے مقابلے میں حضرت معاویہ اور بنو امیہ کے متعصب حامیوں نے احادیث وضع کیں۔ مثلاً: (روایت) امین تین ہیں: میں، جبریل اور حضرت معاویہ۔ (اور روایت) اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

(السنة ومكانتها في التشريع للسباعي، ط المكتب الإسلامي، 1/81)

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ روایت ان مرویات میں سے ہے جس کو بیان کرنے والے راوی اس کو روایت کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں!

البتہ اس کی سند کا معاملہ کچھ پیچیدہ ہے۔ اس روایت میں احادیث کو گھڑنے والوں نے اس قدر ہوشیاری سے اپنا کام دکھایا ہے کہ اس کی حقیقت کو پانا با آسانی ممکن نہیں اور یہ معاملہ انشاء اللہ اس رسالے میں واضح ہو جائے گا۔

حدیث پر کلام

اس حدیث کی اسانید کل ملا کر تین راویوں سے روایت کی گئی ہیں۔

• عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مشہور طریق)

• عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

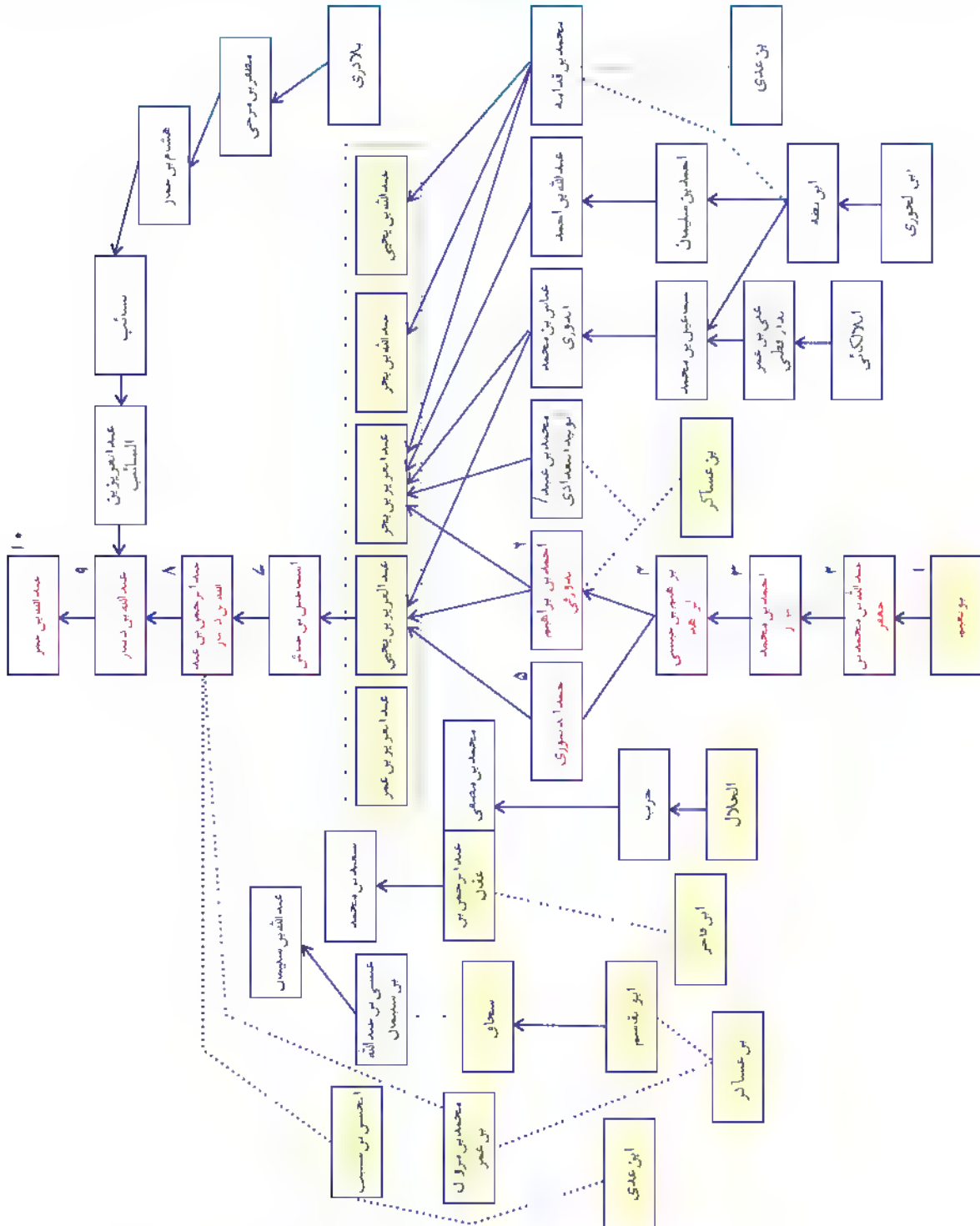
• سعید بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما

یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل مرفوعاً اور سعید بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے طریق سے مرسلً روایت کی گئی ہے۔ ان طرق پر تفصیلی کلام پیش ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث

یہ اس کی سب سے مشہور ترین سند ہے۔ جو إسماعیل بن عیّاش، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ کی سند پر عبد العزیز بن یحییٰ نے گھڑ کر منسوب کی ہے اور راوی اس کا نام کبھی عبد العزیز بن یحییٰ لیتے ہیں، کبھی عبد العزیز بن بحر، کبھی عبد العزیز بن عمر، کبھی عبد اللہ بن یحییٰ اور کبھی عبد اللہ بن بحر۔ ان میں سے ہر ایک کی روایت پر تفصیلی کلام کرتے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ اس طریق کے راویوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اس اعتبار سے فقیر یہاں اسانید کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اس نقشہ کو مد نظر رکھ کر اس کی سند کے راویوں کا حال پیش خدمت ہے۔



عبد العزیز بن یحییٰ

اس نام سے مختلف رواۃ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس میں احمد دینوری، دورقی اور عباس الدوری شامل ہیں۔

احمد دینوری کی روایت

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیۃ الأولیاء" میں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جَعْفَرٍ إِمْلَاءً، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازُ الْمَدَنِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عِيسَى الزَّاهِدُ، ثنا أَحْمَدُ الدِّينَوْرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» فَطُلِعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطُلِعَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلَ ذَلِكَ فَطُلِعَ مُعَاوِيَةُ.

(حلیۃ الأولیاء، طبقات الأصفیاء، ط السعادة، 393/10)

راویان حدیث:

- ۱۔ ابو نعیم: ثقہ حافظ
- ۲۔ عبد اللہ بن محمد بن جعفر: ثقہ۔ ابو شیخ کے نام سے مشہور ہیں۔
- ۳۔ ابو العباس احمد بن محمد بزاز: حسن الحدیث۔
- ۴۔ ابراہیم بن عیسی الزاہد: متقی شخص تھے۔ بعض احادیث بھی بیان کی ہیں، ان پر کوئی جرح و تعدیل صراحت کے ساتھ موجود نہیں۔ ظاہری احوال میں اصلاح ہی نظر آتی ہے اور ان ہی کے ترجمہ میں ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی جو اس رسالہ کا موضوع ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ احمد دینوری: ہمیں اس راوی سے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔ ”حلیۃ الأولیاء“ کے جو نسخے ہم نے دیکھے ہیں ان تمام میں راوی کا نام احمد دینوری ہی آیا ہے۔ البتہ ’مسند الفردوس‘ کے غرائب جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جمع فرمائے، اس میں یہ روایت ابو نعیم رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان ہوئی ہے اور اس راوی کا نام احمد بن ابراہیم الدورقی نقل کیا گیا ہے نہ کہ احمد دینوری۔ عین ممکن ہے کہ نام میں تحریف ہو گئی ہو اور یہ ایک ہی شخص ہو۔

احمد دورقی کی روایت

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال أبو نعیم حدثنا عبد اللہ بن محمد بن جعفر إملاءً حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد البزاز حدثنا إبراهيم بن عيسى الزاهد حدثنا أحمد بن إبراهيم الدورقي حدثنا عبد العزيز بن يحيى۔
(زهر الفردوس، ط جمعية دار البدر، دبي، 8/380)

پس اگر یہ احمد بن ابراہیم ہیں تو یہ ثقہ ہیں اور اگر یہ احمد دینوری ہیں تو ان کے حالات ہمارے علم میں نہیں۔ واللہ اعلم۔

۶۔ عبد العزیز بن یحییٰ: فقیر کی نظر میں درحقیقت یہی راوی اس روایت کا اصل مرکزی راوی ہے جس نے یہ روایت گھڑی ہے اور سارقین حدیث نے اس کے نام میں تبدیلی کر کے سند اس سے اوپر اسماعیل بن عیاش کے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور کبھی اس عبد العزیز کا نام بدل کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔

پس کسی جگہ اس کو عبد العزیز بن بحر کہا، کہیں پر عبد العزیز بن عمر، کہیں عبد اللہ بن یحییٰ اور کہیں عبد اللہ بن

بحر: جبکہ یہ ایک ہی راوی کے مختلف نام معلوم ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر (یا انجانے میں؟) اس طرح تبدیل کیے گئے کہ اس کا معاملہ مشتبہ ہو جائے اور پڑھنے والوں کو لگے کہ یہ متعدد رواۃ ہیں جو ایک دوسرے کی متابعت کر رہے ہیں۔ اس کے باعث محققین میں اس روایت کے متن کے موضوع ہونے کے اتفاق کے باوجود اس کی حقیقی علت پر اختلاف ہوا۔ پس کسی نے کہا کہ یہ پانچوں الگ الگ رواۃ ہیں جو ایک دوسرے سے حدیث چرا رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ عبد اللہ بن بحر اور عبد العزیز بن بحر ایک ہی راوی ہے اور باقی تین الگ ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ پانچوں ایک ہی راوی کے مختلف نام ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ عبد العزیز پر کوئی جرح نہیں بلکہ اس روایت کا اصل ذمہ دار اسماعیل بن عیاش ہے۔ اور کسی کے مطابق اسماعیل بن عیاش کی بجائے اس کے اوپر کے راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار اس روایت میں قصور وار ہے!

بعض لوگوں نے اس اختلاف سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں میں یہ بات عام کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ یہ روایت فقط ضعیف ہے جس کو فضائل میں قبول کیا جا سکتا ہے، نہ کہ موضوع۔ ہرگز نہیں! یہ واضح رہے کہ اس روایت کے جھوٹا ہونے پر اتفاق ہے، فقط علت پر اختلاف ہے۔

عبد العزیز بن یحییٰ سے متعلق آئمہ کے اقوال

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "تہذیب" میں فرماتے ہیں:

عبد العزیز بن یحییٰ المدنی نزیل نیسابور: قال ابن أبي حاتم سمع منه أبي ثم تركه وقال لا أحدث عنه ضعيف۔ وقال أبو زرعة ليس بثقة وذكرته لإبراهيم بن المنذر فكذبه وذكرته لأبي مصعب فقلت يحدث عن سليمان بن بلال فقال كذاب أنا أكبر منه وما أدر كته۔ وقال العقيلي يحدث عن الثقات

بالواطيل ويدعى من الحديث ما لا يعرف به غيره المتقدمين عن مالك وغيره۔ وذكر ابن عدي في ترجمة العطاء بن خالد حدثنا علي بن سعيد عن عبد العزيز بن يحيى عن مالك وسليمان بن بلال التيمي بأحاديث غير محفوظة وهو ضعيف جدا وهو يسرق حديث الناس۔

”عبد العزيز بن یحیی مدنی نزیل نیشاپور: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد (امام ابو حاتم) نے ان سے سماع کیا پھر اس کو ترک کر دیا اور فرمایا: میں اس سے روایت نہیں کرتا، یہ ضعیف ہے۔

ابو زرعة رحمہ اللہ نے کہا: یہ ثقہ نہیں ہے اور میں نے اس کا ذکر ابراہیم بن منذر سے کیا تو انہوں نے اسے کذاب کہا اور میں نے ان کا ذکر ابو مصعب سے کیا اور کہا: یہ سلیمان بن بلال سے روایت کرتا ہے۔ اس پر ابو مصعب نے کہا: کذاب! میں اس سے (عمر میں) بڑا ہوں، میں نے اس کو نہیں پایا (تو اس نے کیسے پایا!)۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ثقات سے باطل احادیث روایت کرتا ہے اور ایسی مرویات کو امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر رواۃ سے روایت کرتا ہے جن کو متقدمین نہیں جانتے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر عطاء بن خالد کے ترجمہ میں کیا اور کہا: ہم سے علی بن سعید نے بیان کیا، اس نے عبد العزيز بن یحیی عن مالک اور سلیمان بن بلال التیمی سے غیر محفوظ مرویات ذکر کی ہیں۔ یہ سخت ضعیف ہے اور یہ لوگوں کی حدیث چوری کرتا تھا (یعنی مرویات کی اسانید خود بنا کر رواۃ کی طرف منسوب کرتا تھا، تاکہ وہ مردود مرویات کی متابعت محسوس ہوں)۔“

(تہذیب التہذیب، طبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، 363/6)

حافظ مڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهو من الضعفاء المتروكين۔ قال البخاري: ليس من أهل الحديث يضع الحديث۔

”یہ متروک ضعیفاء میں سے ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ محدثین میں سے نہیں، احادیث گھڑتا ہے۔“

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، طبعہ مؤسسة الرسالة - بیروت، 219/18)

ان اقوال سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ یہ راوی مُتَّحَم ہے اور جو بات ہم نے سرقہ حدیث سے متعلق مندرجہ بالا سطور میں بیان کی وہ اس میں پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی موضوع ہے۔

۷۔ اسماعیل بن عیاش: یہ اہل شام کی مرویات میں صدوق ہیں اور اس کے علاوہ دیگر شہروں کے رواۃ سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں اور زیر بحث روایت وہ ایک مدنی راوی سے بیان کر رہے ہیں، لہذا یہ روایت اس وجہ سے بھی شدید ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار: صدوق ہیں، لیکن ان کی مرویات میں خطا ہے۔ متابعت کی موجودگی میں ان کی روایات کو قبول کیا جاسکتا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے والد سے وہ مرویات بیان کرنے میں منفرد ہوتے ہیں جن کی متابعت نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ فحش غلطی کرنے والے ہیں۔ جس حدیث میں منفرد ہوں وہ قابل اعتماد نہیں۔

(المجروحین لابن حبان، طزاید، 51/2)

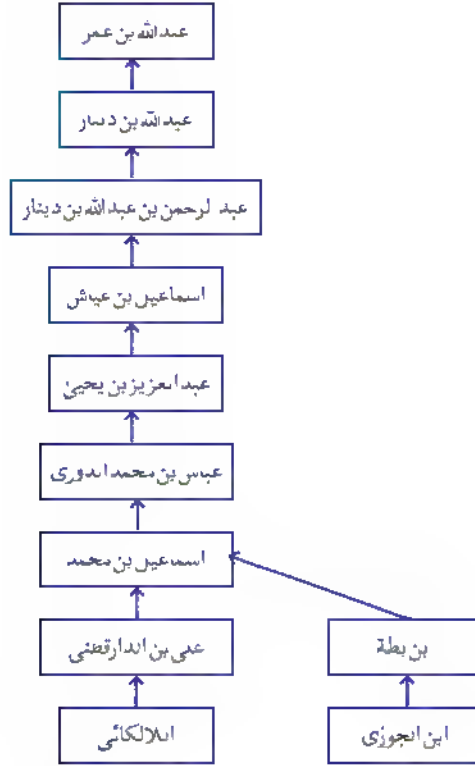
اور اس روایت میں یہ اپنے والد سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۹۔ عبد اللہ بن دینار: ثقہ

۱۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: صحابی

اگر اس حدیث میں کوئی اور علت نہ بھی ہوتی، تو فقط اسماعیل بن عیاش کا مدنی راوی سے روایت کرنا اور عبد الرحمن کا اپنے والد سے روایت کرنا اس حدیث پر سخت ضعف کے حکم کے لیے کافی ہو جاتا جس کو فضائل میں بھی قبول نہیں کیا جاسکتا اور اس پر اگر عبد العزیز بن یحییٰ جیسا راوی ہو تو کون عقل والا اس روایت کو قبول کر سکتا ہے؟

عباس الدورى کی روایت



علامہ لاکائی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو امام عباس الدورى رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبد العزيز بن يحيى سے روایت کرتے ہیں:

أنا علي بن عمر، قال: نا إسماعيل بن محمد، قال: نا عباس بن محمد، قال: نا عبد العزيز بن يحيى المروزي، سكن الدجيل، قال: نا إسماعيل بن عياش الحمصي نحوه.

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، طدارطية، 1528/8)

امام عباس بن محمد الدورى رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بہت اہم ہے، کیونکہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق عباس الدورى نے روایت میں عبد العزيز بن بحر کا نام لیا ہے، لیکن یہ روایت واضح کرتی ہے کہ عباس رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزيز بن يحيى کا نام لیا۔

عبد العزیز بن بحر

بعض رواۃ نے عبد العزیز کا نام عبد العزیز بن بحر ذکر کیا ہے۔

اور ”بحر“ لفظ ”یحییٰ“ سے تحریف شدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ایک ہی کتاب کے نسخوں میں کبھی اس کا نام بحر آتا ہے اور کبھی یحییٰ!

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الزیادات علی الموضوعات“ کے محقق نے اس روایت کو بیان کر کے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:

فی (خ): (یحییٰ)، وأشار فی حاشیة الأصل و (د) إلی أنه كذلك فی نسخة

(الزیادات علی الموضوعات، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، 1/292)

یعنی کتاب کے ایک نسخے میں ”بحر“ کی بجائے نام ”یحییٰ“ آیا ہے۔

اس سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ نام میں تحریف ہونے کا احتمال قوی ہے، بلکہ یہی ظاہر ہے۔ اب یہ تحریف جانے میں ہوئی یا انجانے میں یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر سرقہ حدیث کرنے والوں کی یہی سب سے خطرناک چال ہوتی ہے کہ وہ راوی کے نام میں کچھ تبدیلی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسی صورت میں عام محدثین اس کذاب کا معروف نام نہیں پاتے تو اس پر ”مجہول“ ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں اور پھر بعض جہلاء ایسی روایت کو فضائل کے نام پر قبول کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے میں سارقین حدیث کے معاون بن جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی حدیث کو کذابین یا متروکین روایت کر رہے ہوں اور اس کی مجہول رواۃ سے کہیں متابعت آجائے تو اس کو بھی رد کر دیا جاتا ہے اور اکثر اس ”مجہول“ کو ”متہم“ قرار دے دیا جاتا ہے۔

اس پر مفصل کلام ان شاء اللہ آگے پیش کریں گے۔

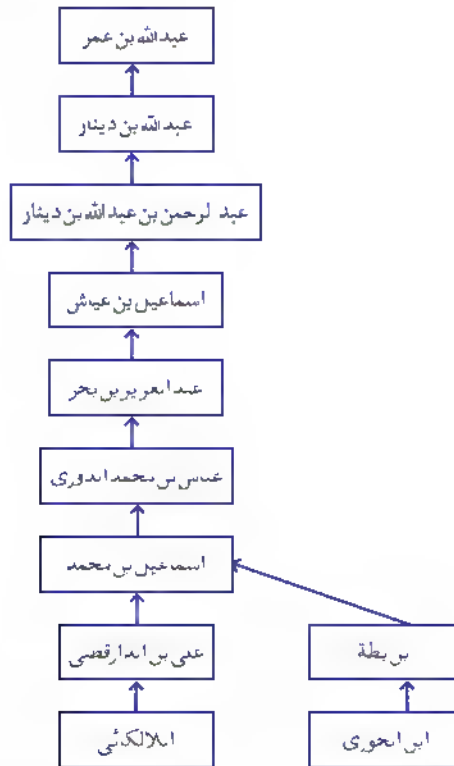
اس نام سے مختلف رواۃ اس کا ذکر کرتے ہیں جن میں عباس الدوری، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن قدامہ، محمد بن عبید ہاشمی، احمد دورقی اور ولید بغدادی شامل ہیں۔

عباس الدورى کی روایت

ابن جوزی رحمہ اللہ عباس الدورى کے طریق سے ہی روایت کرتے ہیں:

أُنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا ابْنُ السَّرِيِّ قَالَ أُنْبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ قَالَ نَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّورِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ بَحْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحُمْصِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلُ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ قَالَ مِنَ الْغَدِ مِثْلُ ذَلِكَ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ رَجُلٌ هَذَا هُوَ قَالَ هَذَا هُوَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنَا مِنْكَ لَنْتَزِاحُمْنِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ السَّابِحَةِ وَالْوَاسِطِيَّ."

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 1/278)



اس روایت کو دیکھ کر بعض لکھنے والوں نے لکھا کہ عباس الدوری رضی اللہ عنہ اس کو عبد العزیز بن بحر سے ہی روایت کرتے ہیں نہ کہ یحییٰ سے۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ بات قابل غور ہے کہ شاید ذہبی رضی اللہ عنہ کے سامنے ”العلل المتناہية“ کا ہی نسخہ تھا جہاں سے انہوں نے راوی کا نام عبد العزیز بن بحر نقل کیا۔ کیونکہ لاکائی رضی اللہ عنہ کی سند میں عباس الدوری کے طریق سے ہی نام یحییٰ آیا ہے اور لاکائی کی سند چھوٹی اور زمانہ راوی سے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ (المتوفی: 597 ہجری) کی سند میں ابن بطہ ہیں۔ جو حدیث میں ضعیف ہیں۔ بعض کے مطابق ابن بطہ کو کچھ وہم ہو جایا کرتے تھے، بلکہ بات تو یہ ہے کہ وہ ایک تجسیم بھری روایت کے متہم بھی ہیں!!!

حافظ ذہبی رضی اللہ عنہ اس کے متعلق ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

إمام في السنة، يهمل ويغلط۔

”سنت (یعنی اہل سنت) میں امام ہے، اس کو وہم ہوتا ہے اور یہ غلطی کرتا ہے۔“

(ديوان الضعفاء، ص: 265)

”لسان الميزان“ سے ان کا مختصر ترجمہ پیش ہے۔

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَطَّةٍ الْعُكْبَرِيُّ الْفَقِيه۔ إِمَامٌ لَكِنَّهُ ذُو أَوْهَامٍ لِحَقِّ الْبَغْوِيِّ، وَابْنُ صَاعِدٍ۔ قَالَ ابْنُ أَبِي الْفَوَارِسِ: رَوَى ابْنُ بَطَّةٍ عَنِ الْبَغْوِيِّ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ وَهَذَا بَاطِلٌ... وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْأَزْهَرِيُّ: ابْنُ بَطَّةٍ ضَعِيفٌ ضَعِيفٌ۔

قلت: ومع قلة إتقان ابن بطة في الرواية فكان إماما في السنة إماما في الفقه صاحب أحوال وإجابة دعوة رضي الله عنه۔ انتهى (كلام الذهبي)۔

(وزاد ابن حجر): وقد وقفت لابن بطة على أمر استعظمته واقشعر جلدي منه... أخبرنا علي بن غنيد الله الزاغواني أخبرنا علي بن أحمد بن البصري أنبأنا أبو عبد الله بن بطة، حدثنا إسماعيل بن محمد الصفار، حدثنا الحسن بن عرفة، حدثنا خلف بن خليفة، عن حميد الأعرج، عن عبد الله بن الحارث، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: كلم الله تعالى موسى يوم كلمه وعليه جبة صوف وكساء صوف ونعلان من جلد حمار غير ذكي فقال: من ذا العبراني الذي يكلمني من الشجرة؟ قال: أنا الله۔

قال ابن الجوزي: هذا لا يصح وكلام الله لا يشبه كلام المخلوقين والتمتهم به حميد۔

”عبید اللہ بن محمد بن بطلہ العکبری الفقیہ امام ہے، لیکن بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اس کو ادھام ہوئے ہیں۔ ابن ابی فوارس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابن بطلہ بغوی عن مصعب عن مالک، عن الزهري، عن أنس رضي الله عنه کے طریق سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) یہ (سند) باطل ہے... ابو قاسم ازہری نے کہا: ابن بطلہ ضعیف ضعیف ہے (یعنی سخت ضعیف ہے)!

میں (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: روایت حدیث میں قلتِ اتقان کے باوجود ابن بطلہ سنت کے امام تھے، فقہ کے امام تھے، صاحبِ احوال اور مستجاب الدعوة تھے۔ (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس پر مزید فرماتے ہیں: میں ابن بطلہ سے متعلق ایک ایسی بات پر مطلع ہوا ہوں جو بہت بڑی ہے اور اس سے میرے روگئے کھڑے ہو گئے ہیں۔۔۔ (پھر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں ہے)۔ ”موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون عبرانی زبان والا ہے جو مجھ سے شجر کے پیچھے سے کلام کر رہا ہے۔ تو فرمایا: میں اللہ ہوں!“

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”یہ صحیح نہیں، اللہ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہوتا اور اس کو گھڑنے میں حمید متہم ہے۔“

(لسان المیزان، ت أبي غدة، 342/5)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس پر حمید کا دفاع فرماتے ہیں، اس کی مختلف متابعات کا ذکر کرتے ہیں اور یہ نتیجہ دیتے ہیں کہ حمید اس تہمت سے بری ہے اور بات ساری ابن بطہ پر ختم ہوتی ہے۔
البتہ اس پر آخری مثبت حافظ احمد بن الصدیق الغماري رحمۃ اللہ علیہ نے لگائی۔
آپ فرماتے ہیں:

والحدیث ثابت فی جزء إسماعیل بن محمد الصفار، ومن طریقہ أخرجه ابن طاهر المقدسي، وليست فيه زيادة المذكورة، وفي ذلك كفاية لإتهام ابن بطه بها۔

”یہ حدیث (ابن بطہ کے استاد) اسماعیل بن محمد صفار کے جزء میں ثابت ہے۔ ان کے طریق سے ابن طاهر مقدسی نے روایت کیا ہے اور اس میں یہ منکر الفاظ نہیں ہیں (کہ اللہ نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی) اور یہ دلیل ابن بطہ پر تہمت کے لیے کافی ہے۔“

(عواطف اللطائف، ط المكتبة المكية، مكة المكرمة، ص 107-108)

طالبان حق کو چاہیے کہ ابن بطہ کا یہ ترجمہ ”لسان الميزان“ سے نکال کر تفصیل سے پڑھیں۔ ان کو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک روایت میں متہم کہا ہے۔
ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أَتَبَانَا الْمُؤْمَلُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ الْكِنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَلِيٍّ الْأَسَدِيُّ، قَالَ لِي أَبُو الْفَتْحِ بْنُ أَبِي الْقَوَارِسِ: رَوَى ابْنُ بَطَّةٍ، عَنِ الْبَغَوِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَنَسٍ: عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

قَالَ الْخَطِيبُ: هَذَا بَاطِلٌ، وَالْحَمْلُ فِيهِ عَلَى ابْنِ بَطَّةٍ۔

قُلْتُ: أَفَحَشَّ الْعَبَارَةُ، وَحَاشَى الرَّجُلَ مِنَ التَّعَمُّدِ، لَكِنَّهُ غَلَطَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ إِسْنَادٌ فِي إِسْنَادِهِ۔

”ابن بطہ کی سند سے مروی ہے۔۔۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔۔۔ خطیب فرماتے ہیں: یہ باطل ہے اور اس (کو گھڑنے) کا ذمہ دار ابن بطہ ہے۔ میں (ذہبی) کہتے ہوں: یہ نہایت برا قول ہے جو (خطیب نے) کیا۔ یہ آدمی (ابن بطہ) اس سے دور ہے کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے۔ لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے اور اس نے ایک حدیث میں دوسری حدیث کو داخل کر دیا ہے۔“

(سیر أعلام النبلاء، ط الرسالة، 531/16)

فقیر کہتا ہے کہ بظاہر خطیب رحمہ اللہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے اور اس کا معاملہ واضح نظر آتا ہے کہ یہ متہم تھا، جھوٹ بولت تھا! مگر پھر بھی اس کا بے جا دفاع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ حنبلی عقیدے کا تھا اور اس باب میں اس کی تصانیف بھی ہیں، ورنہ جو خطائیں اور جرح اس پر موجود ہے، اس کا کچھ حصہ کسی اور راوی پر ہوتا تو اس کو فوراً کذا بین کی فہرست میں ڈال دیا جاتا!!!

بہر حال ابن جوزی کی سند میں ابن بطہ ہے جو راوی کا نام عبد العزیز بن بحر بیان کرتا ہے۔ لہذا اس پر کچھ اعتماد نہیں اور عباس الدوری سے قابل قبول روایت وہی ہے جس میں راوی کا نام عبد العزیز بن یحییٰ ہے۔

عبد اللہ بن احمد کی روایت

ابن جوزی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

أخبرنا علي قال نا علي أنبأنا ابن بطة قال نا أحمد بن سليمان النجاذ قال نا عبد الله بن أحمد بن حنبل قال نا عبد العزيز ابن بخير عن إسماعيل بن عتياش عن عبد الرحمن بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَدَخَلَ مُعَاوِيَةُ“

ترجمہ حدیث: ”آپ لوگوں کے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا اور حضرت معاویہ داخل ہوئے۔“

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 278/1)



اس میں بھی **ابن بطہ** ہے۔ لہذا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

محمد بن قدامہ جوہری کی روایت

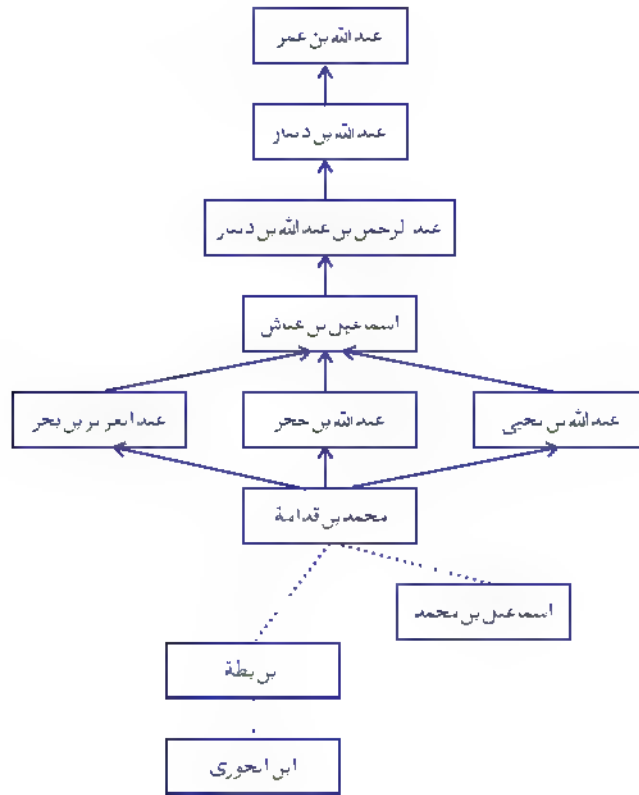
ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ غُنَيْدٍ اللَّهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَاقُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَزْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ بَخْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

عَيَّاشٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُطْلَعُ مِنْ هَذَا الْفَجْرِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فُطِّلَعَ مُعَاوِيَةُ"۔

ترجمہ حدیث: اہل جنت میں سے ایک آدمی اس کشادہ راستے سے ظاہر ہوگا تو حضرت معاویہ ظاہر ہوئے۔

(العلل المتناہية في الأحاديث الواهي، 1/278)



۱۔ اس سند میں ابن بطنة ہیں۔ ان پر کلام ہو چکا۔

۲۔ اس سند میں محمد بن قدامة جوہری ضعیف ہیں۔

محمد بن عبید ہاشمی کی روایت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو منصور عبد الرحمن بن محمد بن عبد الواحد أنا أبو بكر الخطيب أنا أبو الحسن بن رزقويه أنا أبو الخير فاتن بن عبد الله مولى أمير المؤمنين المطيع لله أنا أبو مروان عبد الملك بن محمد بن عبد الملك بن سلام ببیت المقدس نا أبو محمد جعفر بن محمد البردعي نا محمد بن **عبيد الهاشمي** عن عبد العزيز بن بحر نا **إسماعيل بن عياش** عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين۔ قال الخطيب عبد العزيز بن بحر ضعيف ومن دونه مجهولون۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 98/59)

خطیب نے 'عبد العزيز بن بحر' کو ضعیف قرار دیا اور اس سے پہلے کے رواۃ کو مجہول!

اب مجہولین سے کیا نام ثابت کرنا! یہ نام واقعی عبد العزيز بن بحر تھا، یا پھر مجہول کے پردے میں چھپے کسی کذاب نے عبد العزيز بن یحییٰ سے تحریف کر کے بحر بنا دیا تاکہ سرقہ حدیث ہو سکے! واللہ اعلم۔

احمد دورقی کی ایک اور روایت

وأخبرناه عاليا أبو بكر محمد بن علي بن عمر الكابلي وأبو القاسم عبد الصمد بن محمد بن عبد الله بن مندوية وأبو المطهر شاكر بن نصر بن طاهر وأبو غالب الحسن بن محمد بن عالي بن علوكه قالوا أنا أبو سهل أحمد بن أحمد بن عمر الصيرفي أنا أبو بكر أحمد بن يوسف بن أحمد الخشاب نا محمد بن سهل بن الصباح ناسلمة بن شبيب نا أحمد بن إبراهيم الدورقي نا عبد العزيز بن بحريه۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 99/59)

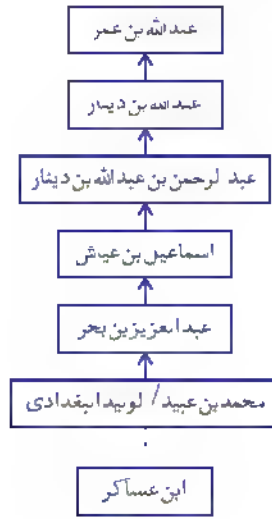


احمد بن ابراهيم رضی اللہ عنہ کی روایت میں عبد العزیز بن یحییٰ نام بھی وارد ہوا ہے، جیسا کہ اس کا ذکر گزرا۔

ولید بغدادی کی روایت

وأخبرنا ه عاليًا أبو عبد الله الفراء ي أنا أبو سعد الجوزي أنا أبو نصر أحمد بن الحسين بن أحمد بن عبيد المرواني قراءة عليه أنا أبو عبد الله محمد بن المسيب بن إسحاق الأرغواني حدثني الوليد البغدادي نا عبد العزيز بن بخر به۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 99/59)



ولید بغدادی کے متعلق ہمیں کچھ معلومات نہیں مل سکیں۔ لہذا یہ عبد العزیز بن بحر نام اس روایت میں بھی ثابت نہیں۔

خطیب رحمہ اللہ کے قول: عبد العزیز بن بحر ضعیف ومن دونہ مجهولون پر بعض کہنے والوں نے کہا کہ مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے اور ضعیف چونکہ فضائل میں قبول ہوتی ہے، لہذا یہ حدیث بھی فضائل میں قبول ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ قول سراسر لاعلمی پر مبنی ہے۔ اس میں تین بڑی غلط فہمیاں ہیں:

- ۱۔ ہر قسم کی حدیث ضعیف کا فضائل میں قبول ہونا۔
- ۲۔ مجہول کی روایت کا فقط ضعیف ہونا۔
- ۳۔ روایت کے متن کو نظر انداز کر کے فقط سند کے مطابق مکمل روایت پر حکم لگانا۔

پہلی غلط فہمی :

”ہر قسم کی ضعیف حدیث فضائل میں قبول ہے۔“

پہلی غلط فہمی کا جواب یہ ہے کہ بے شک فضائل میں ضعیف احادیث کو قبول کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے کچھ قواعد و ضوابط بھی ہیں۔ مثلاً :

۱۔ ضعیف شدید نہ ہو اور شدید ضعیف سے مراد یہ ہے کہ سند میں کوئی راوی متہم، فاحش الخطاء، یا فاسق نہ ہو۔ جبکہ اس روایت کا ضعیف شدید تر ہے۔ اس میں نہ صرف عبد العزیز میں مسئلہ ہے، بلکہ مجاہل بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسماعیل بن عیاش مدنی راویوں سے سخت منکر روایات بیان کرنے والا راوی ہے اور پھر عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار اپنے والد سے سخت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ اس قدر علتوں کے بعد روایت فقط ضعیف نہیں رہتی، بلکہ ”ضعیف جداً“ کے درجے پر چلی جاتی ہے، جس کو فضائل وغیرہ میں ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ اس میں وارد فضائل کی کوئی ثابت شدہ صحیح نص موجود ہو، جبکہ محقق قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں سرے سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ فضائل تو کجا بلکہ بخاری و مسلم کی صحیح احادیث اور دیگر کتب حدیث میں زیر بحث حدیث سے بہتر درجہ کی احادیث تو معاملہ کچھ اور ہی بتاتی ہیں، جن پر احادیث گھڑنے والوں نے خوب پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ ضعیف روایت کا متن منکر نہ ہو، جبکہ اس روایت کا متن ہی منکر ہے۔ یہ حدیث درحقیقت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ہے اور راویوں نے وہاں سے چرا کر حضرت معاویہ کا نام اس پر چسپاں کر دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا کلام اور اس پر وارد اشکالات

اس روایت سے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے کلام میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے اور یہ اختلاف ذہبی رحمہ اللہ کو متن حدیث پر نہیں۔ اس پر تو وہ اپنی آخری تصنیف ”سیر اعلام النبلاء“ میں موضوع ہونے کا حکم لگا چکے ہیں۔ البتہ سند میں رواۃ سے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے کلام میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

ابن عراق رحمہ اللہ اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں:

(میں) وَ (ابن الجوزی) فِي الْوَاهِيَاتِ وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ لَا يَخْتَجُّ بِهِ، وَعَنْهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ كَثُرَ الْخَطَأُ فِي حَدِيثِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَخَرَجَ عَنْ حَدِّهِ الْأَخْتِجَاجُ بِهِ، وَعَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمُرُوزِيُّ، قَالَ الدَّهْبِيُّ فِي الْمِيزَانِ: مَجْهُولٌ فَكَأَنَّهُ سَرَقَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ (قُلْتُ) وَافَقَ الدَّهْبِيُّ فِي الْوَاهِيَاتِ عَلَى جَهَالَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَوَصَفَهُ بِالْمُؤَدَّبِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ عَبَّاسَ الدُّورِيِّ رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ بَخْرِ يَعْنِي الَّذِي وَالِدُهُ بِالْمُؤَدَّبِ وَالزَّاءُ فِي آخِرِهِ وَقَالَ: مَشْهُورٌ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا ضَعْفَهُ بَلْ إِسْمَاعِيلُ صَاحِبُ عَجَائِبِ عَنِ الْحِجَازِيِّينَ انْتَهَى وَنَاقَضَ ذَلِكَ فِي الْمِيزَانِ فَقَالَ: عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ بَخْرِ الْمُرُوزِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ بِخَبَرٍ بَاطِلٍ، وَقَدْ طُعِنَ فِيهِ انْتَهَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

”دیلی رحمہ اللہ ”مند“ میں اور ابن جوزی ”الواہیات“ میں اس کو روایت کرتے ہیں اور اس میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار قابلِ حجت نہیں اور اس سے اسماعیل بن عیاش نے روایت کی جو کہ اپنی حدیث میں کثرت سے خطا کرنے والا ہے جبکہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا، لہذا وہ قابلِ حجت ہونے کی حد سے نکل چکا ہے اور اس سے عبد العزیز بن یحییٰ مروزی نے روایت کی۔ ذہبی رحمہ اللہ نے ”میزان“ میں (اس سے متعلق) کہا: ”مجہول ہے، گویا کہ اس نے سرقہ حدیث کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“ میں (ابن عراق رحمہ اللہ) کہتا ہوں: ذہبی رحمہ اللہ نے (اپنی

کتاب) ”تلخیص الواہیات“ میں عبد العزیز کے مجہول ہونے پر موافقت کی ہے اور اس کو مؤدب کے ساتھ موصوف کیا ہے، پھر کہا: عباس ادوری نے اس کو عبد العزیز بن بحر سے روایت کیا اور کہا: ”یہ مشہور ہے“۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس (عبد العزیز) کو ضعیف کہا ہو، بلکہ (اس سند میں) اسماعیل (بن عیش) اہل حجاز سے عجائب روایت کرنے والا ہے۔ (ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) پھر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان الاعتدال“ میں اس سے متضاد قول اختیار کیا اور کہا: عبد العزیز بن بحر مروزی نے اسماعیل بن عیش سے باطل خبر روایت کی اور اس پر طعن کیا گیا ہے۔“ (تنزیہ الشریعة المرفوعة، طدار الکتب العلمیة - بیروت، 20/2)

ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

- ۱۔ ”میزان الاعتدال“ کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے اس میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد العزیز بن یحییٰ کو مجہول نہیں کہا، بلکہ عبد اللہ بن یحییٰ کو مجہول کہا ہے اور اسی کو مؤدب کے نام سے موصوف کیا ہے۔

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا محمد بن قدامة الجوهري، حدثنا عبد الله ابن يحيى المؤدب، عن إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - مرفوعاً: يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية. فالمؤدب مجهول، فكأنه سرقه، فإنه ليس بصحيح.

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے ظاہر ہوگا تو حضرت معاویہ ظاہر ہوئے... مؤدب شخص نامعلوم ہے، گویا اس نے (یہ روایت) چوری کی، یہ درست نہیں ہے۔“

(میزان الاعتدال، 1/495)

بلکہ ”میزان الاعتدال“ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نقل کیا ہے:

وحدثنا أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا محمد بن قدامة الجوهري، حدثنا عبد الله بن يحيى المؤدب عن إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر مرفوعاً: يطلع

عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية۔ فالْمؤدب مجهول فكأنه سرقه فإنه ليس بصحيح۔

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے سامنے ظاہر ہوگا تو معاویہ ظاہر ہوئے... مؤدب شخص نامعلوم ہے، گویا اس نے (یہ روایت) چوری کی، یہ درست نہیں ہے۔“

(لسان المیزان، تأیید غدة، 56/3)

لہذا ابن عراق رحمہ اللہ کا کہنا کہ ذہبی رحمہ اللہ نے عبد العزیز بن یحییٰ کو مجہول قرار دیا ہے، یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

۲۔ عبد العزیز بن بحر سے متعلق ذہبی رحمہ اللہ کی رائے میں تبدیلی نظر آتی ہے اور اس تبدیلی کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ایک مشکل ترین روایت ہے۔ ایک ہی راوی کے پانچ پانچ نام بتائے جا رہے ہیں۔ راویوں نے اس انداز سے اس کو وضع کیا ہے کہ بہت زیادہ غور و فکر اور طرق کو جمع کرنے کے بعد ہی اس کی حقیقت کھلتی ہے۔

اسی لئے جو کتب حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنے ابتدائی زمانے میں تصنیف فرمائی ہیں وہاں پر اس روایت کی سند کو لے کر آپ کے کلام میں کچھ تردد ہے۔ جیسے ”تلخیص العلل المتناہیة“ میں ہے، لیکن بعد کی تصانیف میں اس پر آپ نے واضح انداز میں موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

”تاریخ اسلام“ میں آپ عبد العزیز بن بحر سے متعلق فرماتے ہیں کہ کسی نے بھی اس کی تضعیف نہیں کی۔

عبد العزیز بن بحر المزوزي المؤدب۔ [الوفاة: 231-240ھ] نزيل بغداد۔ عَنْ: سَلِيمَانَ بْنِ أَرْقَمٍ، وَعُطَّافِ بْنِ خَالِدٍ، وَإِسْمَاعِيلِ بْنِ عِيَّاشٍ۔ وَعَنْهُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَعْدٍ الْوَرَّاقُ، وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُوَيْدِ الطَّحَّانِ، وَآخَرُونَ۔ لَمْ يَضَعْفْ۔

(تاریخ الإسلام، تبشیر، 872/5)

اس مقام پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے سامنے شاید اس کی احادیث نہیں تھیں۔ فقط جرح و تعدیل کے اقوال کی عدم موجودگی کے سبب آپ نے یہ حکم لگایا ہے۔

پھر آپ ”المغنی“ میں فرماتے ہیں:

عبد العزيز بن بحر المروزي عن إسماعيل بن عياش بخبر كذب ينظر من ذا۔

”عبد العزيز بن بحر نے اسماعیل بن عیاش سے جھوٹی روایت بیان کی ہے، دیکھا جائے کہ وہ کون ہے۔“

(المغني في الضعفاء، ط: إدارة إحياء التراث - قطر، 396/2)

یعنی روایت اس قدر واضح موضوع ہے کہ اس کو روایت کرنے کے سبب اس پر جرح بنتی ہے۔

اور اسی روایت سے متعلق ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

عبد الله بن يحيى المؤدب عن اسماعيل بن عياش بخبر كذب في فضل معاوية لا يعرف۔

”عبد اللہ بن یحییٰ المؤدب نے اسماعیل بن عیاش سے فضائل معاویہ میں جھوٹی خبر روایت کی، یہ معروف نہیں۔“

(المغني في الضعفاء، 362/1)

(تعمیہ: فقیر کی نظر میں یہ عبد اللہ بن یحییٰ عبد العزیز بن یحییٰ ہی ہے۔ اس کا نام بدل کر یہ روایت بیان کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔)

یعنی اب راوی پر حکم فقط اس سے متعلق اقوال جرح و تعدیل کی موجودگی و عدم موجودگی کے سبب نہیں لگا رہے، بلکہ اس کی روایت کو دیکھ کر بتا رہے ہیں کہ اس نے اسماعیل بن عیاش سے جھوٹ روایت کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔

پھر اسی حکم کو آپ نے ”میزان الاعتدال“ میں برقرار رکھا۔

عبد العزيز بن بحر المروزي۔ عن إسماعيل بن عياش بخبر باطل، وقد طعن فيه عباس الدوري، واللفظ له، وعبد الله بن أحمد، وغيرهما، قالوا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن أبيه، عن ابن عمر - إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الآن يطلع عليكم رجل من أهل الجنة، فطلع معاوية، فقال: أنت يا معاوية مني وأنا منك، لتزاحمني على باب الجنة كهاتين - وأشار بأصبعيه۔

”عبد العزيز بن بحر المروزی، نے اسماعیل بن عیاش سے باطل خبر روایت کی ہے اور اس پر طعن کیا گیا ہے۔ عباس الدوري اور یہ الفاظ ان کے ہیں عبد اللہ بن احمد اور دیگر لوگوں نے روایت کیا: حدثنا عبد العزيز بن بحر، حدثنا إسماعيل بن عياش۔۔ الخ“

(میزان الاعتدال، 2/623)

۳۔ ان تمام کتب کے بعد لکھی جانے والی کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں بھی اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم آپ نے بیان کیا کہ یہ بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کی سند کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوسری غلط فہمی :

”مجہول کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے موضوع نہیں“

اس مقام پر بعض نادان یہ سمجھے کہ شاید حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے (معاذ اللہ) اس روایت کا دفاع کیا ہے اور ابن حجر رحمہ اللہ پر یہ بات منسوب کرنے والے کو غلط فہمی اس بات پر ہوئی ہے کہ انہوں نے ذہبی رحمہ اللہ کے کلام کے بعد ابن عدی رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس راوی کو **مجہول** کہا ہے اور ہمارے ان احباب کے مطابق **مجہول** کی روایت تو فقط ضعیف ہوتی ہے، لہذا ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا دفاع کیا ہے!

یہ قول سراسر لاعلمی پر مبنی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور آئمہ جرح و تعدیل کے منہج و ذوق کو نہ سمجھنے کے باعث ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل امور ہیں:

اول: اس روایت کا موضوع ہونا صحیح روشن کی طرح عیاں ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کا تھوڑا سا ذوق رکھنے والا شخص بھی سن کر جان جائے گا کہ یہ روایت موضوع ہے، چہ جائیکہ اس بات کو ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جائے!

دوم: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا منہج یہ ہے کہ ذہبی رحمہ اللہ سے اگر کوئی اہم قول رہ جائے تو اس کا استدراک فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس استدراک کے نتیجے میں وہ ذہبی رحمہ اللہ سے اختلاف کر رہے ہیں۔

عبد العزیز بن بحر سے متعلق ابن عدی رحمہ اللہ کے اقوال کو ابن حجر رحمہ اللہ نے اس لئے ذکر کیا کیونکہ ان کا ترجمہ ”الکامل“ میں قائم نہیں ہے اور ابن عدی رحمہ اللہ نے عبد العزیز سے متعلق تبصرہ دیگر رواۃ کے تحت کیا ہے۔ اس لیے ابن حجر رحمہ اللہ، حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے کلام کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

وقال ابن عدي في ترجمة عبد العزيز بن يحيى المدني: عبد العزيز بن بحر مجهول۔ وقال في ترجمة عطاء بن خالد: عبد العزيز بن بحر ليس بمعروف۔

”ابن عدی رحمہ اللہ نے عبد العزیز بن یحییٰ مدنی کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر مجہول ہے اور عطاء بن خالد کے ترجمہ میں کہا: عبد العزیز بن بحر معروف نہیں۔“

(لسان المیزان، تابی غدة، 194/5)

سوم: کسی راوی کو مجہول کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس کی روایت موضوع نہیں، فقط ضعیف ہے۔ اصول حدیث کی فقط نظری بحثوں میں الجھے رہنے والے یہ غلطی عام کرتے ہیں، جبکہ تمام حفاظ کا منہج اس کے برعکس ہے۔

مجہول کی روایت قبول بھی ہو سکتی ہے، فقط ضعیف بھی اور موضوع بھی۔

اس پر آئمہ جرح و تعدیل کی بعض تصریحات پیش ہیں:

۱۔ ابن عدی رحمہ اللہ کا مجہول رواۃ کے باوجود روایت کو باطل قرار دینا:

سهل بن قرين۔ روی عنه ابنه قرين بن سهل، وعبد الرحمن بن سلام الجمحي، وهو منكر الحديث بصري۔
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْغَضَفَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قُرَيْنُ بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا هَمَّ إِلَّا هَمُّ الدِّينِ، وَلَا وَجَعٌ إِلَّا وَجَعُ الْعَيْنِ۔

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ الثَّلَاثَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَنْكَرٌ بَاطِلٌ أَسَانِيدُهَا وَمَتُونُهَا إِلَّا حَدِيثُ صَنْفَانَ مِنْ أَمْتِي فَإِنَّهُ قَدَرُوِي مِنْ غَيْرِ هَذَا الطَّرِيقِ۔

وقد حدث بحديث لا هم إلا هم الدين عن سهل عبد الرحمن بن سلام الجمحي وقال بعض الناس عنه سهل بن قريش بالباء والله أعلم أيما الصواب من ذلك لأن سهل هذا غير معروف، ولأعرف له غير هذه الأحاديث۔

”شیخ نے کہا: یہ تینوں حدیثیں جو اس سلسلہ کے ساتھ ہیں، باطل ہیں، ان کی سندیں اور ان کے متون باطل

ہیں، سوائے صفوان من اُمّی والی حدیث کے، کیونکہ یہ اس طریق کے علاوہ کسی اور سے روایت کی گئی ہے۔ ایک حدیث لاہم الاہم الدین سہل عبدالرحمن بن سلام لکھی نے روایت کی ہے اور بعض لوگوں نے ان کے بارے میں کہا کہ سہل بن قریب ہے باء کے اور خدا جانتا ہے کہ اس میں کیا صحیح ہے کیونکہ یہ سہل غیر معروف ہے اور میں نے ان احادیث کے علاوہ ان سے کچھ نہیں جانا۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، ط الکتب العلمیہ، 517/4)

اس پر کیا کہیں گے کہ ابن عدی رحمہ اللہ سے خطا ہوئی ہے کہ انہوں نے مجہول کی حدیث کو باطل قرار دیا ہے؟

۲۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ کا مجہول رواۃ کی موجودگی کے باوجود روایت پر وضع کا حکم لگانا:

امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے متعدد احادیث پر وضع کا حکم لگایا ہے اور ساتھ تصریح بھی فرمائی ہے کہ اس کا راوی مجہول ہے۔

وَسَأَلْتُ أَبِي عَنْ حَدِيثِ رَوَاهُ بَقِيَّةٌ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ غُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ؟

فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ، وَأَبُو سَفْيَانَ الْأَنْمَارِيُّ مَجْهُولٌ۔

”انہوں نے فرمایا: یہ روایت موضوع ہے اور ابوسفیان انماري مجہول ہے۔“

(العلل، لابن أبي حاتم الحميد، 14/2)

وَسَأَلْتُ أَبِي عَنْ حَدِيثِ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُطَّلِبِ الْعِجْلِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ لَيَقْلُ طُعْمُهُمْ، فَتَسْتَنْبِرُ يَوْمَهُمْ؟

قَالَ أَبِي: هَذَا حَدِيثٌ كَذِبٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُطَّلِبِ مَجْهُولٌ۔

”میرے والد (ابو حاتم رحمہ اللہ) نے فرمایا: یہ حدیث جھوٹ ہے اور عبد اللہ بن مطلب مجہول ہے۔“

(العلل، لابن أبي حاتم الحميد، 360/4)

وَسَأَلْتُ أَبِي عَنْ حَدِيثِ رَوَافِ بَقِيَّةَ عَنْ أَبِي الْفَضْلِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ (ص) قَالَ: مَنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ خَفَّةُ لِحْيَتِهِ۔

قلت لأبي: مَنْ أَبُو الْفَضْلِ هَذَا؟ قَالَ: شَيْخٌ مَجْهُولٌ۔ وقال أبي: هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ۔
 ”میں نے اپنے والد سے سوال کیا: ابو الفضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھول شیخ ہے اور فرمایا: یہ حدیث موضوع و باطل ہے۔“

(العلل، لابن أبي حاتم، ت الحميد، 6/27)

۳۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا مجھول رواۃ کو ان کی منکر مرویات کے باعث متروک قرار دینا:

مندرجہ ذیل عبارات ”سؤالات البرقاني للدارقطني“ سے ہیں:

- وإسحاق بن عمر عن عائشة، مجهول يترك
- قلت له حابس اليماني عن أبي بكر الصديق، فقال مجهول متروك
- وعن علي بن أبي فاطمة يحدث عنه يونس بن بكير، فقال مجهول يترك
- وعمر بن أبي نعيمة المعافري مجهول مصري يترك
- عتبة أبو عمر كوفي شيخ لا بأس به، يحدث عن ابن نهشل مجهول يترك حديثه
- وعلوان أبو رهم مجهول يترك، لا يحدث عنه غير ليث بن أبي سليم
- عن يزيد بن زيد مولى أبي أسيد البصري فقال: مجهول متروك
- وأبو سعد الساعدي عن أنس مجهول يترك حديثه
- وأبو ماجد وقيل أبو ماجدة عن ابن مسعود مجهول متروك

۴۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا سند میں مجھولین کے باوجود روایت کو موضوع قرار دینا:

قال الخطيب: حدثنا أبو الحسن أحمد بن علي الباقا قال: أنبأنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان

قال: حدثني أبو الحسن علي بن عمرو الجريري قال: أنبأنا محمد بن إسماعيل الرقي، قال: حدثنا محمد بن عمرو الحوضي البزار، قال: حدثنا موسى بن إدريس عن أبيه، عن جده عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اسمي في القرآن: ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾، واسم علي بن أبي طالب: ﴿وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَاهَا﴾، والحسن والحسين: ﴿وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّاهَا﴾، واسم بني أمية: ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا﴾"۔

قال الخطيب الحافظ: هذا الحديث منكر جداً بل هو موضوع، وفي إسناده ثلاثة مجهولون: محمد بن عمرو بن عمرو الحوضي، وموسى بن إدريس وأبوہ، ولا يصح بوجه من الوجوه۔

”خطیب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث بہت زیادہ منکر ہے، بلکہ موضوع ہے۔ اس کی سند میں تین مجاہل ہیں: محمد بن عمرو بن عمرو الحوضی، موسی بن ادريس اور اس کا والد۔ یہ کسی سند سے بھی صحیح نہیں۔“

(السابق واللاحق، طدار الصيغي، الرياض، ص 263)

۵۔ حافظ ذہبی سے ایک حوالہ:

أسد بن خالد، شيخ خراساني۔ لا يدري من هو۔ والخبر الذي رواه باطل۔

”اسد بن خالد: خراسانی شیخ ہے، میں نہیں جانتا کون ہے اور وہ خبر جو یہ روایت کرتا ہے وہ باطل ہے۔“

(میزان الاعتدال، 1/206)

ان واضح دلائل کے بعد اب کیا یہ کہا جائے گا کہ مجہولین کی روایت فقط ضعیف ہوتی ہے جو فضائل میں قبول ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں! اگرچہ اکثر مجاہل کی روایات ضعیف ہوتی ہیں، لیکن یہ کوئی مجاہل کی روایت پر جامع و مانع حکم نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

اور مجہول کی روایت فی نفسہ ضعیف نہیں ہوتی، بلکہ حکماً ضعیف ہوتی ہے کیونکہ ہمیں اس خاص راوی سے متعلق

معلومات نہیں ہوتیں۔ اس لیے اس کی مرویات کا معاملہ اس کی شخصیت سے نکل کر اس کے روایت کردہ متون پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر بیان کردہ متن ثقات کے موافق ہو تو اس کا مجہول ہونا ضرر رساں نہیں کیونکہ اس کے بغیر بھی روایت ثابت ہے۔

اگر اصل تو موجود ہو لیکن موافقت میں کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو یا بعض الفاظ کی زیادتی وغیرہ نظر آئے تو اس کو ضعیف کہتے ہیں۔

اور اگر شدید منکر متن بیان کر رہا ہو تو اس روایت کے موضوع ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے اور مجہول کو ترک کر دیا جاتا ہے، کیونکہ اگر یہ معروف بھی ہوتا اور ایسا متن روایت کرتا تو اس کے باوجود اس کو ترک کر دیا جاتا۔ لہذا اس کا مجہول ہونا نہ ہونا اس مقام پر معنی نہیں رکھتا۔

ثقات کی موافقت کے سبب مجہول رواۃ کی حدیث کو قبول کرنا

خطیب بغدادی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

أخبرنا علي بن الحسين صاحب العباسي، قال: أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال، قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: وَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنْ حَاجِبٍ، فَقَالَ: لَا أَعْرِفُهُ، وَأَمَّا أَحَادِيثُهُ فَصَحِيحَةٌ. فَقُلْتُ تَرَى أَنْ أَكْتُبَ عَنْهُ؟ فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ، وَهُوَ صَحِيحُ الْحَدِيثِ.

”.. عبد الخالق بن منصور نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے حاجب سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے نہیں جانتا، مگر جہاں تک اس کی احادیث کا معاملہ ہے تو وہ صحیح ہیں۔ میں نے کہا: آپ کے خیال میں مجھے اس سے روایت لکھنی چاہیے؟ انہوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا اور وہ صحیح الحدیث ہے۔“

(تاریخ بغداد، تہ بشار، 9/190)

وسمعت أبا داود سئل عن العلاء بن خالد فقال: "ما عندي من علمه شيء، أرجو أن يكون ثقة۔"

”میں نے سنا ابو داود سے کہ علاء بن خالد سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس اس کا علم نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ ثقہ ہے۔“

(سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل، ص 159)

ان واضح دلائل کے بعد کیا کہیں گے؟ کیا یہ آئمہ جرح و تعدیل نہیں جانتے تھے؟

اور زیر بحث حدیث اس قدر واضح طور پر موضوع ہے کہ اس پر وضع کا حکم لگانے کے لئے کسی راوی کے حالات کو جاننا بھی ضروری نہیں۔ لہذا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذہبی رحمۃ اللہ علیہ پر استدراک کرنا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے نزدیک یہ روایت فقط ضعیف ہے، نہ کہ باطل!

بلکہ چند اور مقامات ”لسان المیزان“ سے پیش ہیں، جن پر غور فکر کرنے سے وہ بات اور واضح ہو جائے گی جو ہم نے بیان کی:

أحمد بن معدان العبدي عن ثور بن يزيد قال الدارقطني: متروك وقال آخر: واہ يجهل انتهى (كلام الذهبی)۔

”احمد بن معدان عبدي نے ثور بن يزيد سے نقل کیا ہے دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ایک دوسرے شیخ نے کہا کہ وہ ناواقف ہے۔“

(وزاد ابن حجر): وقال الأزدی: واسطي متروك، وقال ابن أبي حاتم: روى عنه محمد بن الوزير الواسطي سألت أبي عنه فقال: هو مجهول والحديث الذي رواه باطل۔ وأورد ابن حبان في ترجمته وقال: لا يجوز الاحتجاج بروايته يعني حديثه عن ثور، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل رفعه: ما عظمت نعمة الله على عبد إلا عظمت مؤونة الناس عليه فمن لم يحمل تلك المؤونة فقد عرض تلك النعمة للزوال۔

وقال ابن عدي: ليس بمعروف - وأورد له الحديث المذكور وقال: هذا الحديث يروى من وجوه كلها غير محفوظة، ولا أعرف لأحمد هذا غير هذا الحديث -

”(اور ابن حجر رحمہ اللہ نے مزید کہا): وہ مجہول ہے اور جو حدیث اُس نے بیان کی وہ باطل ہے..... اور ابن عدي رحمہ اللہ نے کہا: وہ معروف نہیں ہے۔“

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 1/676)

الحسين بن إبراهيم البابي، عن حميد الطويل، عن أنس رضي الله عنه بحديث موضوع تختموا بالعقيق فإنه ينفي الفقر واليمنى أحق بالزينة وحسين لا يدري من هو فلعله من وضعه وله حديث آخر رواه ابن عدي عن عيسى بن محمد عنه، عن حميد، عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما عرج بي رأيت على ساق العرش لا إله إلا الله محمد رسول الله أيدته بعلي نصرته بعلي وهذا اختلاق بين انتهى (كلام الذهبى)۔

(وزاد ابن حجر): ورواه ابن عساكر في ترجمة الحسن بن محمد بن أحمد بن هشام السلمي بسنده إليه، عن أبي جعفر محمد بن عبد الله البغدادي حدثني محمد بن الحسن بالبواب والأبواب، حَدَّثَنَا حميد الطويل فذكر مثله وهو موضوع لا ريب لكني لا أدري من وضعه وقال ابن عدي لما أخرجه: هذا حديث باطل والحسين مجهول وقد ذكره عياض من وجه آخر رواه، عن أبي الحمراء۔

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 3/142)

حافظ ابن حجر کا قول: وهو موضوع لا ريب لكني لا أدري من وضعه یعنی ”یہ روایت بلا شک وشبہ موضوع ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ اس کو کس نے گھڑا ہے۔“ اس پر غور فرمائیں!

یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے جس کو ہم بارہا بیان کر آئے کہ روایت کے موضوع ہونے کے لئے سند میں کذاب کا پتا چل جانا لازم نہیں، بہت سی مرویات بدیہی طور پر ہی موضوع ہوتی ہیں!!!

یحییٰ بن خالد: عن روح بن القاسم بخبر باطل مجهول من مشيخة بقية انتهى (کلام الذهبی)۔
 (وزاد ابن حجر): ذكره ابن عدي فقال: مجهول من مجهولي بقية وأورد له حديث: من دخل على قوم لطعام لم يدع له فأكل دخل فاسقا وأكل حراما أورده عن روح عن ليث عن مجاهد عن أبي هريرة وعن روح عن سعيد بن أبي سعيد عن عروة عن عائشة وقال: هذان منكرا عن روح لم يروهما عنه غير يحيى۔
 (لسان الميزان، تأبي غدة، 8/433)

اور اگر ابن حجر رحمہ اللہ نے ذہبی رحمہ اللہ سے اختلاف کرنا ہو تو اس کا ذکر صراحت کے ساتھ بھی کر دیتے ہیں۔
 مثلاً:

الحر بن مالك أبو سهل العنبري: أتني بخبر باطل، فقال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا: مَنْ سَرَّهَ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمَصْحَفِ. رواه ابن عدي في ترجمته فقال: حَدَّثَنَا ابنُ بَخِيْتٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنَا الْحَرُّ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَهُ. وإنما اتخذت المصاحف بعد النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. انتهى (کلام الذهبی)۔

(وزاد ابن حجر): وهذا التعليل ضعيف ففي الصحيحين أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو مخافة أن يناله العدو وما المانع أن يكون الله أطلع نبيه على أن أصحابه سيتخذون المصاحف... لكن الحر مجهول الحال۔

”(اور ابن حجر رحمہ اللہ نے مزید کہا): یہ استدلال ضعیف ہے، صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی سرزمین پر قرآن کے ساتھ سفر کرنے سے اس خوف سے منع فرمایا ہے کہ کہیں دشمن اس تک پہنچ نہ جائے۔۔۔ اور اللہ کے لئے اپنے نبی کو یہ بتانے سے کیا مانع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قرآن کو لے لیں گے؟ لیکن حر (بن مالک ابو سہل عنبری) مجهول الحال ہے۔“

(لسان الميزان، تأبي غدة، 3/11)

تیسری غلط فہمی:

”روایت کا موضوع ہونا فقط سند حدیث سے پتا چلتا ہے“

اول تو جو مثالیں مجہول کی روایت سے متعلق دی ہیں کہ بعض اوقات ان کی مرویات کو متروک، بلکہ موضوع تک کہا جاتا ہے، وہ مثالیں اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ روایت پر حکم فقط راویوں کا محتاج نہیں، بلکہ شرح صدر رکھنے والے محدثین کرام متن کو دیکھ کر قطعی طور پر اس کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے ہیں، اگرچہ سند سے اس کی کوئی دلالت نہ ملے۔

اس پر خطیب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چشم کشا کلام پیش ہے:

آپ محمد بن بیان بن مسلم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

حدث عن الحسن بن عرفة. روى عنه مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ الصِّيرْفِيِّ. قَالَ ابْنُ الشَّخِيرِ وَكَانَ فَقْهًا، أَمَلَنِي عَلَيْنَا مِنْ أَصْلِهِ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ عُرْفَةَ قَالَ نَاعَبَدُ الرَّحْمَنَ بْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التِّينِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَ لَهَا فَرَحًا شَدِيدًا، فَسَأَلْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ تَفْسِيرِهَا فَقَالَ: أَمَّا قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: وَالتِّينِ فَبِلَادِ الشَّامِ، وَالتَّيْنُونِ فَبِلَادِ فِلِسْطِينَ، وَطُورِ سِينِينَ فَطُورِ سَيْنَا الَّذِي كَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مُوسَى، وَهَذَا الْبَلَدُ الْأَمِينُ فَبِلَدِ مَكَّةَ، وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ عَبَادُ اللَّاتِ وَالْعُزَّى، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدَ بِالَّذِينَ عَلَيَّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ بَعَثَكَ فِيهِمْ نَبِيًّا وَجَمَعَكُمْ عَلَى التَّقْوَى يَا مُحَمَّدُ.

”اس نے حسن بن عرفہ سے روایت کی اور اس سے محمد بن عبید اللہ بن شخیر صیرفی نے روایت لی۔ ابن شخیر نے کہا: یہ ثقہ تھے۔ اپنی اصل (کتاب) سے ہمیں انہوں نے املا کراؤ۔۔۔ نا الحسن بن عرفہ قال نا عبد الرحمن بن مہدی، عن مالک بن أنس، عن الزهري، عن أنس آپ ﷺ سے مروی ہے کہ جب سورۃ التین رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تو اس پر نبی کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے۔ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعد میں اس کی تفسیر سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: وَالَّتَيْنِ سے مراد بلاؤ شام ہیں۔ «وَالزَيْنُونِ» سے مراد بلاؤ فلسطین ہیں، «وَطُورِ سِينِينَ» سے مراد طور سینا ہے جس پر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، «وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ» سے مراد مکہ ہے «لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ» سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ «ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ» سے مراد لات اور عزی کے پجاری ہیں۔ «إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ» سے مراد ابو بکر و عمر ہیں۔ «فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ» سے مراد عثمان بن عفان ہیں، «فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدَ الْبَلَدَيْنِ» سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہیں، «أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ» سے مراد یہ ہے کہ یا محمد ﷺ! اللہ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر بھیجا اور تقویٰ پر جمع کیا۔“

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد خطیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هذا الحديث بهذا الإسناد باطل، لا أصل له يصح فيما نعلم، والرجال المذكورون في إسناده كلهم أئمة مشهورون غير محمد بن بيان، ونرى العلة من جهته، وتوثيق ابن الشخير له ليس بشيء، لأن من أورد مثل هذا الحديث بهذا الإسناد قد أغنى أهل العلم عن أن ينظروا في حاله، ويبحثوا عن أمره، ولعله كان يتظاهر بالصلاح فأحسن ابن الشخير به الظن وأثنى عليه لذلك.

”یہ حدیث اس سند سے باطل ہے، ہمارے علم میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند کے سارے راوی مشہور آئمہ ہیں، محمد بن بیان کے سوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی علت اسی کی وجہ سے ہے اور ابن شخیر کا اس کی توثیق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ جو اس طرح کی روایت اس طرح کی سند سے بیان کرے اہل علم اس سے مستغنی ہو جاتے ہیں کہ اس کے حال پر غور و فکر کریں اور اس کے معاملے میں تحقیق کریں (یعنی کذب اس قدر واضح ہے کہ راوی کا

حال جاننے کی بھی ضرورت نہیں)، شاید وہ (محمد بن بیان) ظاہر میں ٹھیک تھا، تو ابنِ شخیر نے اس سے حسن ظن رکھا اور اس سبب سے اس کی تعریف کی۔

(تاریخ بغداد و ذیلہ، طالعلمیہ، 96/2)

خطیب رضی اللہ عنہ کے اس کلام میں عقل رکھنے والوں کے لیے بہت کچھ ہے۔ اس میں سے چند اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ روایت پر وضع کے آثار اس قدر واضح ہوتے ہیں کہ پھر یہ معنی نہیں رکھتا کہ اس کو کون بیان کر رہا ہے، بلکہ اس کو بیان کرنے کے سبب راوی متہم قرار پاتا ہے۔
 - ۲۔ غور کریں کہ خطیب رضی اللہ عنہ اس پر ابنِ شخیر کی توثیق بھی قبول نہیں کر رہے، اب اگر یہ مجہول راوی بھی ہوتا تو پھر بھی خطیب رضی اللہ عنہ اس پر یہی حکم لگاتے۔
 - ۳۔ اس میں ان لوگوں کا ردِ بلیغ ہے جو جرح و تعدیل کو بعد والوں کے بنائے ہوئے نظری قواعد کی بنا پر سمجھنا اور کرنا چاہتے ہیں اور حفاظِ حدیث کے ذوق، اسلوب اور منہج سے نا آشنا ہیں۔
- حاصل: عبد العزیز بن بحر ہمیں عبد العزیز بن یحییٰ ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک کسی بھی قابل قبول سند سے عبد العزیز بن بحر نام ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کے نام میں تحریف ہوئی ہے یا رواۃ نے سرقۂ حدیث کیا ہے اور ہر حال میں یہ راوی متہم و متروک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

عبد العزیز بن عمر

اس روایت کی ایک سند جو ابو بکر خلاص نے نقل کی ہے، اس میں نام عبد العزیز بن عمر آیا ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ گمان گزرا کہ شاید یہ عبد العزیز بن یحییٰ (یا بحر) کی متابعت ہے، لیکن معاملہ ہرگز یہ نہیں بلکہ لفظ ”عمر“ ”بحر“ یا ”یحییٰ“ سے تحریف ہوا ہے۔ جو شخص بھی مخطوطات پر تھوڑی بہت نظر رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس طرح کی غلطی کا ہو جانا بہت عام سی بات ہے، جبکہ لکھنے کے اعتبار سے یہ الفاظ کم و بیش ایک ہی جیسے ہیں، شاید اسی بنا پر یہ نام بدل رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اب اس روایت کی سند پر کلام کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي حُزْبٌ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا مُعَاوِيَةُ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، لَنْزَا حِمْنِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ»

(السنة لأبي بكر بن الخلال، 454/2)



سند پر کلام:

- ۱۔ حرب بن اسماعیل کرمانی جنبل، ثقہ ہیں۔ سن ۲۸۰ ہجری میں وصال ہوا۔
 - ۲۔ محمد بن مصفى: یہ صدوق ہیں۔ البتہ ان کی مرویات میں خطا ہوتی ہے، بعض منکر احادیث کو بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تدلیس سے بھی متصف ہیں۔
- قال أبو حاتم صدوق وقال النسائي صالح وقال صالح بن محمد كان مخلطا وأرجو أن يكون صدوقا وقد حدث بأحاديث مناكير وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان يخطئ... (قال) أبو زرعة الدمشقي أن محمد بن مصفى كان ممن يدلّس تدليس التسوية.
- ابو حاتم رحمہ اللہ نے کہا: صدوق۔ نسائی رحمہ اللہ نے کہا: صالح۔ صالح بن محمد رحمہ اللہ نے کہا: ان کے حافظے میں اختلاط تھا، مجھے امید ہے کہ یہ صدوق ہیں، منکر مرویات بھی بیان کی ہیں۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا اور کہا یہ خطا کرتے تھے۔۔۔ ابو زرعة دمشقي رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن مصفى تدليس التسوية کرنے والوں میں سے تھے۔
- (تہذیب التہذیب، 461/9)

ان کا وصال سن ۲۴۶ ہجری میں ہوا۔

- ۳۔ عبد العزیز بن عمر: اس پر بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ یہ عبد العزیز بن عمر الاموی ہیں جن کو یحییٰ رحمہ اللہ وغیرہ نے ثقہ کہا ہے ان کا وصال سن ۱۵۰ ہجری کی حدود میں ہوا اور اس وہم کی وجہ راویوں کے طبقات کو نظر انداز کرنا ہے۔ اس بنا پر بعض لوگوں نے اس سند کو حسن قرار دینے کی کوشش کی، حالانکہ اسماعیل بن عیاش کا اس سند میں غیر شامی سے روایت کرنا اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار کا اپنے والد سے روایت کرنا اس کے ضعیف جداً ہونے کو کافی تھا!!!
- لیکن پھر بھی یہ بات واضح رہے کہ عبد العزیز بن عمر تحریف ہے اور اس پر دلیل رواۃ کے طبقات ہیں۔
- ۴۔ اسماعیل بن عیاش: ان پر کلام گزر چکا۔ ان کا وصال سن ۱۸۰ ہجری میں ہوا۔

اب غور فرمائیں!

محمد بن مصفیٰ جو سن ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے، وہ روایت کر رہے ہیں عبد العزیز بن عمر سے جو کہ سن ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ اگر محمد بن مصفیٰ کی عمر کو ایک سو برس بھی مان لیا جائے تو اس کے مطابق عبد العزیز بن عمر کے وصال کے وقت محمد بن مصفیٰ کی عمر فقط ۴ برس بنتی ہے اور محمد بن مصفیٰ کا نام معمر راویوں میں نہیں آتا۔ وہ مشہور ہوتے ہیں اور ان کی اسانید عالی ہوتی ہیں۔ محمد بن مصفیٰ اور عبد العزیز کے درمیان کم سے کم ایک لمبی عمر کا راوی ضرور ہونا چاہیے اور عمومی طور پر اس طبقے کے لوگ دو واسطوں سے عبد العزیز بن عمر کے طبقے کے راویوں سے روایت کرتے ہیں۔

اس پر ایک اور اہم دلیل یہ بھی ہے محمد بن مصفیٰ کے اساتذہ کی اکثریت وہ ہے جن کا وصال سن 200 سے 230 ہجری کے درمیان ہوا۔

درج ذیل ان میں سے بعض کے اسماء ہیں۔

- أحمد بن خالد بن موسى الحمصي الوفاة: سن 214 هجری
- أحمد بن عبد الله بن يونس اليربوعي الوفاة: سن 227 هجری بالكوفة
- آدم بن أبي إياس الوفاة: سن 221 هجری بعسقلان
- إسحاق بن إبراهيم بن يزيد القرشي الوفاة: سن 227 هجری
- أنس بن عياض بن ضمرة الوفاة: سن 200 هجری
- بقیة بن الوليد الوفاة: سن 197 هجری
- الوفاة: 197 هـ الوفاة: سن 222 هجری
- سفیان بن عیینة الوفاة: سن 198 هجری بمكة
- سليمان بن عبد الرحمن الوفاة: سن 233 هجری
- سويد بن عبد العزيز الوفاة: سن 194 هجری

- شريح بن يزيد الحضرمي الوفاة: سن 203 هجری
- عبد الأعلى بن مسهر الوفاة: سن 218 هجری
- عبد الرحيم بن سليمان الكنانی الوفاة: سن 187 هجری
- عبد القدوس بن الحجاج الخولانی الوفاة: سن 212 هجری
- عبید اللہ بن موسی الوفاة: سن 213 هجری علی الصحیح
- عصام بن خالد الحضرمي الوفاة: سن 214 هجری علی الصحیح
- علی بن عیاش الألهانی الوفاة: سن 219 هجری
- محمد بن إسماعيل بن مسلم: سن 200 هجری علی الصحیح
- الوليد بن مسلم: سن 194 أو 195 هجری

اگر یہ معمر ہوتے تو ان کے اور بھی کئی اساتذہ ہوتے جن کا زمانہ عبد العزیز بن عمر (المتوفی سن 150 ہجری) کا ہوتا۔

لہذا سند میں انقطاع لازم ہے۔

پھر اس پر مزید یہ کہ عبد العزیز بن عمر جو سن ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے، وہ اس کو اسماعیل بن عیاش سے بیان کر رہے ہیں جو کہ سن ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے!!! یہ طبقات کا قلع قمع ہے! یہ دلیل اس کے ثبوت کو کافی ہے کہ سند میں عبد العزیز بن عمر کا ہونا ممکن نہیں اور یہ عبد العزیز بن یحییٰ (بحر) ہی ہے۔

اب اگر کوئی اس پر بھند رہے کہ یہ عبد العزیز بن عمر ہی ہیں، تو اس پر مزید یہ ”علت“ بھی ہے کہ محمد بن مصفیٰ ”مدلس“ ہیں اور اس میں ”عن“ کہہ کر روایت کر رہے ہیں اور طبقات کا فاصلہ یہی بتاتا ہے کہ سند میں ”مدلس“ ہوئی ہے، کم سے کم بھی دو نام درمیان سے ہٹائے گئے ہیں!

اور اب یہ معاملہ وہیں پر آگیا کہ سرقۂ حدیث کرنے والوں نے اس حدیث کو مختلف انداز میں بچانے کی اور پھیلانے کی ناکام کوشش کی ہے، لیکن فقیر کی نظر میں پہلا قول ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

عبد اللہ بن بحر

اس کی روایت کو ابن عدی رحمہ اللہ نے ”الکامل“ میں ذکر کیا ہے اور ابن عدی رحمہ اللہ کی سند سے ابن عساکر رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحْرٍ الْمُؤَدَّبُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئیں گے چنانچہ حضرت معاویہ آئے۔“

(الکامل فی ضعفاء الرجال، 179/3)

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 99/59)



اس سند میں محمد بن قدامہ جوہری ضعیف ہیں اور راوی کا نام عبد اللہ بن بحر لینے میں منفرد ہیں، جبکہ دیگر روایات اس کو عبد اللہ نہیں بلکہ عبد العزیز کہتے ہیں۔ ضعیف کے ساتھ ساتھ اکثریت کی مخالفت کے سبب ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اس پر ابن عدی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا ہے:

وَهَذَا أَيْضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الْأَوَّلَ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الْأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْقَزَارِيَّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَمَرْوَانَ ثِقَةً وَهَذَا رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَابْنِ عِيَّاشٍ فِي غَيْرِ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ يَخْلُطُ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَخْرِ الْمُؤَدَّبِ مَجْهُولٌ.

”اور یہ بھی منکر ہے لیکن پہلے والا اس کے مقابلہ میں زیادہ منکر ہے اور یہ اس وجہ سے کہ پہلے والے نے مروان قزاری کی سند سے نقل کیا ہے اور مروان ثقہ ہیں اور یہ روایت انھوں نے بیان کی ہے ابن عیاش کی سند سے اور ابن عیاش شامیوں کی حدیث کے علاوہ میں خلط ملط کر دیتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جب کہ اس کو ابن عیاش سے روایت کرنے والا مجہول ہو (تب تو یہ زیادہ منکر ہوگی) اور عبد اللہ بن بحر مجہول ہے۔“

(الکامل فی ضعف الرجال، 3/179)

بلکہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے پاس اسی سند سے یہ روایت ہے اور اس میں عبد اللہ بن بحر کی بجائے نام عبد العزیز بن بحر آیا ہے۔

أَخْبَرَ نَاعِلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ بَطَّةَ قَالَ نَا عِثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَاقُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ بَخْرِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُطْلَعُ مِنْ هَذَا الْفَجْرِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطُلِعَ مُعَاوِيَةُ."

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، 1/278)

اس طرح راویوں کا نام بدل بدل کر من گھڑت حدیث کو پھیلا نا ہی سرقہ حدیث کہلاتا ہے۔

عبد اللہ بن یحییٰ

ابن جوزی رحمہ اللہ گزشتہ بیان کردہ روایت کو اپنی سند سے ابن عدی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَّمَرَقَنْدِيِّ قَالَ أَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمْرَةُ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيِّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ الْجَوْهَرِيِّ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْمُؤَدَّبُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الآن يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فُطِّلَعَ مَعَاوِيَةُ۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، ط إدارة العلوم الأثر، 1/277-278)



اب راوی کو عبد اللہ بن بحر کہیں یا عبد اللہ بن یحییٰ۔

اس سے متعلق ذہبی رحمہ اللہ کا قول وہی ہے:

عبد اللہ بن یحییٰ المؤدب عن اسماعیل بن عیاش یخبر کذب فی فضل معاویة لا یعرف.

”عبد اللہ بن یحییٰ المؤدب، اسماعیل بن عیاش کی سند سے، حضرت معاویہ کی فضیلت کے بارے میں ایسی جھوٹی خبر نقل کرتے ہیں، جو معلوم نہیں۔“

(المغنی فی الضعفاء، 1/362)

فقیر کہتے ہیں کہ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحییٰ ہے اور اسی کا نام بدل بدل کر راویوں نے سرقہ حدیث کے ذریعے اس روایت کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔

وَمَكُرُوا وَمَكَّرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ.

عبد العزیز کی متابعت کا بیان

احادیث گھڑنے والے فقط اس مقام پر نہیں رکے، بلکہ انہوں نے اس کی متابعت میں اسانید بھی گھڑ کے منسوب کر دیں۔

عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت

ابن عساکر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

أخبرنا ه أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصري إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا أبو القاسم عمران بن موسى بن فضالة الشعيري الموصلي بالموصل نا عيسى بن عبد الله بن

سليمان نا أبي عن إسماعيل بن عياش عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فقال رجل هو هذا يا رسول الله قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وأشار بإصبعيه السبابة والوسطى.

(تاريخ دمشق لابن عساکر، 100/59)



اس کی سند پر بہت تفصیلی کلام کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سے ابو القاسم اور اسحاق کا نام اس سند میں آیا ہے، اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں پر کچھ چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ راوی اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔ اس سے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ذاك الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها عبيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو شيوخه المجهولون۔

”یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائل حضرت معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔ اس سے عبيد اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے متہم ہیں۔“

(لسان الميزان، ت أبي غدة، 75/2)

یہ عبيد اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں ”ابو القاسم“ کہہ کر چھپایا گیا ہے۔ اس پر مزید یہ بھی دیکھیے کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ”مجہول رواۃ سے فقط احادیث ضعیف ہوتی ہیں“، بلکہ یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ شاید یہی مجاہیل اس کو گھڑنے والے ہیں۔

اور اس کی سند میں عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان ہے، ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کو سرقہ حدیث کا متہم قرار دیا ہے۔ اگرچہ دیگر آئمہ نے توثیق کی ہے۔

اور اس کا والد بھی مجہول ہے۔

لہذا یہ سند بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

عبد الرحمن بن عفان کی سند سے متابعت

اس کے بعد احادیث گھڑنے والوں نے ایک اور سند سے گھڑی۔

ابن فاخر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثنا أبو الفضل بن يوسف العدل ببغداد، ثنا أبو بكر محمد بن علي الخياط، ثنا أبو الفتح بن أبي

الفوارس، ثنا أحمد بن جعفر بن سلم، ثنا ابن عبد الخالق، وهو أبو بكر أحمد بن محمد بن عبد الخالق، ثنا علي بن عيسى، ثنا عبد الرحمن بن عفان، ثنا سعيد بن محمد عن إسماعيل بن عياش عن عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر - رضي الله عنهما - قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الغداة جلس مجلساً يحدثنا حتى تطلع الشمس، فصلى يوماً ثم حدثنا فلما طلعت الشمس وعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب، ثم قال: ((تغمدني برحمتك وإلا هلكت))، ثم نظر تلقاء وجهه، فقال: ((يطلع عليكم من هذا الفج أو من هذا الباب رجل من أهل الجنة))، فطلع معاوية بن أبي سفيان، فلما كان من الغد قال مثل ذلك، فطلع معاوية، فقال رجل: هو ذا يا رسول الله؟ قال: ((نعم))، قال: ((يا معاوية، أنت مني، وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة))، ثم قال: ((هكذا يا صبيعه))، وجمع بين إصبعيه وفكهما

(موجبات الجنة لابن الفاجر، ط مكتبة عباد الرحمن، ص 264)



اس کی سند میں عبد الرحمن بن عوفان متہم ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو ”کذاب“ کہا اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”لسان المیزان“ میں اس کے ترجمہ میں ایک روایت ذکر کر کے کہتے ہیں:

والمتهم به صاحب الترجمة.

”(اور اس روایت میں) صاحب ترجمہ متہم ہے۔“

(لسان المیزان، ت أبي غدة، 5/114)

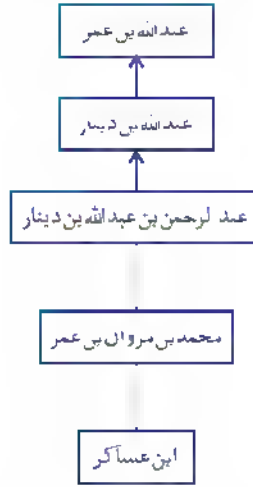
اور پھر سعید بن محمد سے متعلق ہمیں علم نہیں کہ یہ کون ہے۔ ممکن ہے کہ عبد الرحمن بن عوفان نے ہی یہ نام گھڑ کر سند کو متابعت دینے کی کوشش کی ہو! لہذا اس روایت میں بھی سرقہ حدیث نظر آتا ہے۔

اسماعیل بن عیاش کی متابعت

ابن عساکر رحمہ اللہ نے اس کی ایک اور سند نقل کی ہے۔ جس میں اسماعیل بن عیاش کی متابعت بیان کی گئی ہے۔

أخبرنا أبو بكر محمد بن محمد أنا أبو بكر محمد بن علي أنا أحمد بن عبد الله أنا أحمد بن أبي طالب حدثني محمد بن مروان بن عمر نا الحسن بن إسحاق بن يزيد العطار نا نوح بن يزيد المعلم نا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبيه عن ابن عمر قال كنت عند النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فطلع معاوية ثم قال الغد مثل ذلك فطلع معاوية فقممت إليه فأقبلت بوجهه إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقلت يا رسول الله هو هذا قال نعم يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين وقال بأصبعيه السبابة والوسطى يحركهما.

(تاريخ دمشق لابن عساکر، 59/100)



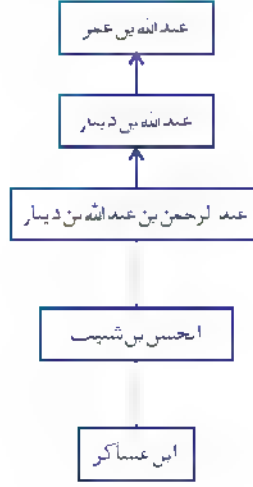
اس کی سند میں محمد بن مروان بن عمر کے حال سے متعلق ہمیں کچھ خبر نہیں۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اس کی کم و بیش ۹۶ مقامات پر مرویات کا ذکر کیا ہے اور ان سب میں سند یہی ہے۔ اس کی مرویات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ محمد بن مروان جیسے کسی کتاب کا مصنف تھا جس کو ابن عساکر رحمہ اللہ اسی ایک سند سے بیان کرتے ہیں۔

پھر اس کی مرویات کے متون کو جانچا جائے تو پتا چلتا ہے کہ حضرت معاویہ، ان کی شخصیت، ملکیت و سیاست میں اس کا خاص رجحان تھا۔ ایسا معوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سترہ حدیث کر کے اسماعیل بن عیاش کی متابعت دینے کی کوشش کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اسماعیل بن عیاش کی ایک اور متابعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَاسِينَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَرَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْلَيْنِ بَعْضُ مَدَائِنِ الشَّامِ رَجُلٌ عَزِيزٌ مَنِيغٌ هُوَ مَنِيوٌ أَنَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي كَأَن يَبْدُو فِي قَفَا مُعَاوِيَةَ هُوَ هَذَا.

(الكامل في ضعفاء الرجال، 178/3)



ابن عدی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

هَذَا الْحَدِيثُ مَنْكُورٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

یہ حدیث اس سند سے منکر ہے۔

(الکامل فی ضعف الرجال، 3/179)

اب اگر کوئی مصطلحات کا مارا ہوا جو محدثین کے مزاج اور کلام سے ناواقف ہے، وہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ابن عدی رحمہ اللہ نے فقط منکر کہا ہے، کذاب نہیں۔ اس کے لیے عرض ہے کہ اس کی حقیقت ابن عدی نے اس کے ترجمہ کی ابتداء میں ہی کھول دی۔

الحسن بن شبيب المكتب بغدادی. حدث عن الثقة بالبو اطليل وأوصل أحاديث هي مرسلة.

”حسن بن شبيب المكتب بغدادی، اس نے ثقات سے باطل مرویات نقل کیں اور ان مرویات کو متصل کرتا تھا

جو مرسل ہیں۔“

(الکامل فی ضعف الرجال، 3/178)

اس کے بعد ابن عدی رحمہ اللہ مندرجہ ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحْرٍ الْمُؤَدَّبُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فُطِّلَعَ مُعَاوِيَةُ.

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا أَيْضًا مُنْكَرٌ وَلَكِنَّ الْأَوَّلَ أَنْكَرُ مِنْ هَذَا وَذَاكَ أَنَّ الْأَوَّلَ رَوَاهُ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيَّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَمَرْوَانَ ثِقَةً وَهَذَا رَوَاهُ، عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَابْنِ عِيَّاشٍ فِي غَيْرِ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ يَخْلُطُ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا رَوَاهُ، عَنِ ابْنِ عِيَّاشٍ مَجْهُولٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحْرٍ عَنِ الْمُؤَدَّبِ مَجْهُولٌ.

”اور یہ بھی منکر ہے لیکن پہلے والا اس کے مقابلے میں زیادہ منکر ہے اور یہ اس وجہ سے کہ پہلے والے نے مروان فزاری کی سند سے نقل کیا ہے اور مروان ثقہ ہیں اور یہ روایت انہوں نے بیان کی ہے ابن عیاش کی سند سے اور ابن عیاش شامیوں کی حدیث کے علاوہ میں خلط ملط کر دیتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جب کہ اس کو ابن عیاش سے روایت کرنے والا مجہول ہو (تب تو یہ زیادہ منکر ہوگی) اور عبد اللہ بن بحر مجہول ہے۔“

(الکامل فی ضعف الرجال، 3/179)

اس مقام پر غور کریں، ابن عدی رحمہ اللہ اس روایت کے سبب راویوں کو مجروح کر رہے ہیں!

عبد اللہ بن دینار کی متابعت کا بیان

حَدَّثَنِي مُظَفَّرُ بْنُ مَرْجِيٍّ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الْآنَ يَطْلُعُ عَلَيْنَا مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ، فَقُلْتُ: هُوَ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ هُوَ هَذَا

(أنساب الأشراف للبلاذري، طدار الفكر - بيروت، 126/5)

سند پر کلام:

- ۱۔ مظفر بن مرجی: ہمیں ان کے حالات نہیں مل سکے۔
 - ۲۔ ہشام بن عمار: ثقہ
 - ۳۔ عبد العزیز بن سائب: ان کے حالات معلوم نہیں۔
 - ۴۔ سائب مجہول: ان کے حالات معلوم نہیں۔
- اس روایت پر معاملہ یہ نظر آتا ہے کہ کسی نے مندرجہ ذیل سند لے کر اس کی کچھ کٹائی کر کے سرقہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اصل سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - مسخ شدہ سند:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - یہ نام کاٹ کر امام بلاذری رحمہ اللہ کی بیان کردہ سند بنتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اس پر بھی سرقہ حدیث کا معاملہ نظر آتا ہے، جیسا کہ دیگر اسانید میں ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے معلقاً اس روایت کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔
آپ لکھتے ہیں:

وقد رواه أبو عبد الملك أحمد بن إبراهيم البصري عن سليمان بن سلمة الخبائري عن ابن عباس
بإسناده نحوه.

(تاریخ دمشق لابن عساکر، 99/59)



اس میں مندرجہ ذیل امور ہیں:

- ۱۔ اس سند میں سلیمان بن سلمہ الخبائری منقطع ہے۔
 - ۲۔ سلیمان بن سلمہ کا تعلق اس طبقہ سے ہے جو اسماعیل بن عیاش سے روایت کرتا ہے۔ اس کے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کم و بیش ایک صدی کا فرق ہے۔
 - ۳۔ پھر یہ روایت معلق ہے!
- اس راوی سے متعلق ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سليمان بن سلمة الخبائري أبو أيوب الحمصي. عن إسماعيل وبقيّة. وعنه علي بن الحسين بن الجنيّد وجماعة. وسمع منه أبو حاتم وما حدث عنه وقال: متروك لا يشتغل به. وقال ابن الجنيّد: كان يكذب، ولا أحدث عنه بعد هذا. وقال النسائي: ليس بشيء. وقال ابن عدي: له غير حديث منكر وحدثنا عنه الباغددي، وغيره...

سلیمان بن سلمہ خباری ابو ایوب حمصی: ”یہ اسماعیل اور بقیہ سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے علی بن الحسین بن جنید اور ایک جماعت نے روایت لی۔ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سماع کیا اور پھر اس سے روایت نہ کیا اور فرمایا: ’متروک‘، اس کی مرویات کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔ ابن جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’یہ جھوٹ بولتا تھا، میں اس سے اس کے بعد روایت نہیں کرتا‘۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’یہ کچھ بھی نہیں‘۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’اس کے پاس اور بھی منکر احادیث ہیں۔ ہمیں باغندی وغیرہ نے وہ روایت کی ہیں۔“

(لسان المیزان، تأیید غدة، 4/155)

سلیمان بن سلمة [هو الخبائري أبو أيوب الحمصي] عن سعيد بن موسى عن مالك. وله عن عبد العظيم، عن أبي ذئب. اتهم بالوضع. انتهى. هو الذي قبله بلال ريب. وأورد ابن عدي في ترجمة عمر بن شاعر عن عمر بن سنان عن سليمان بن سلمة، حدثنا نصر بن الليث حدثني عمر بن شاعر، عن أنس رفعه: من حفظ علي أمتي أربعين حديثا... الحديث. وهذا الحمل فيه على سليمان بن سلمة أولى من الحمل فيه على عمر بن شاعر والله أعلم.

سلیمان بن سلمہ (وہ خباری ابو ایوب حمصی ہے): ”یہ سعید بن موسیٰ عن مالک کی سند سے (روایت کرتا ہے) اور عبد العظیم عن ابی ذئب کے سند سے (بھی) روایت کرتا ہے۔ اس پر حدیث گھڑنے کا الزام ہے۔ بے شک یہ وہی راوی ہے جس کا ذکر اس سے قبل (ترجمہ میں) ہوا۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے: عمر بن شاعر کے ترجمہ میں عمر بن سنان عن سلیمان بن سلمہ، حدثنا نصر بن الليث حدثني عمر بن شاعر، عن أنس رفعه: من حفظ علي أمتي أربعين حديثا... الحديث۔ اس حدیث میں سلیمان بن سلمہ کو متہم ٹھہرانا زیادہ بہتر میری امت میں چالیس احادیث کو حفظ کیا۔۔۔ (الحديث)۔ اس حدیث میں سلیمان بن سلمہ کو متہم ٹھہرانا زیادہ بہتر ہے بنسبت عمر بن شاعر کے۔ واللہ اعلم۔“

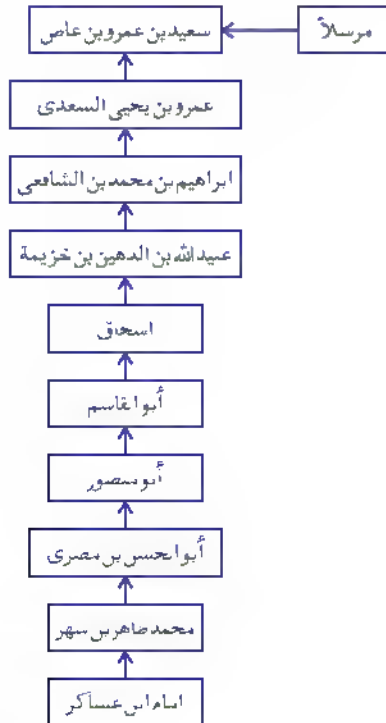
(لسان الميزان، تأیید غدة، 4/156)

لہذا یہ شاہد بھی اپنے موضوع ہونے پر شاہد ہے!

۴۔ سعید بن عمرو بن عاص کی مرسل

أخبرنا أبو محمد طاهر بن سهل أنا أبو الحسن بن صصرى إجازة نا أبو منصور نا أبو القاسم نا إسحاق نا عبيد الله بن الحسن بن خزيمة نا إبراهيم بن محمد بن الشافعي نا عمرو بن يحيى السعدى عن جده يروي إن النبي (صلى الله عليه وسلم) محمد المصطفى نبي الرحمة كان ذات يوم جالسا بين أصحابه إذ قال يدخل عليكم من باب المسجد في هذا اليوم رجل من أهل الجنة يفرحني الله به فقال أبو هريرة فتناولت لها فإذا نحن بمعاوية بن أبي سفيان قد دخل فقلت يا رسول الله هذا هو فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) نعم يا أبا هريرة هو هو يقول لها ثلاثا ثم قال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أبا هريرة إن في جهنم كلابا زرق الأعين على أعرافها شعر كأمثال أذناب الخيل لو أذن الله تبارك وتعالى لكلب منها أن يبلغ السموات السبع في لقمة واحدة لهان ذلك عليه يسلم يوم القيامة على من لعن معاوية بن أبي سفيان.

(تاريخ دمشق لابن عساکر، ت أبي غدة، 101/59)



امام ابن عساکر رحمہ اللہ اس کو روایت کر کے کہتے ہیں:

هذا منقطع

یہ منقطع ہے۔

لیکن معاملہ فقط اتنا نہیں!

اس کی سند میں وہی ابو القاسم اور اسحاق ہیں جن سے متعلق عیسیٰ بن عبد اللہ بن سلیمان کی متابعت کے تحت کلام گزر چکا ہے۔

یہ اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی ہے۔ اس سے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ذاك الجاهل الذي أتى بالموضوعات السمجة في فضائل معاوية رواها غبيد الله السقطي عنه فهو المتهم بها أو شيوخه المجهولون۔

”یہ وہ جاہل ہے جس نے فضائل حضرت معاویہ میں موضوع احادیث پیش کی ہیں۔ اس سے عبید اللہ سقطی نے روایت کیا ہے، وہ یا اس کے مجہول شیوخ ان مرویات کو گھڑنے کے مُتَمِّم ہیں۔“

(لسان المیزان، ت أبي غدة، 2/75)

یہ عبید اللہ سقطی وہی ہے جس کو سند میں ”ابو القاسم“ کہا گیا ہے۔

اور عبید اللہ بن حسن بن خزیمہ بھی مجہول ہے!

لہذا یہ روایت بھی راویوں نے اپنے جھوٹ کو تقویت دینے کے لیے گھڑی ہے۔

۵۔ حضرت معاویہ سے متعلقہ دیگر احادیث

اس مقام پر ایک دوسرا رخ دکھانا بھی ضروری ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ قواعد و ضوابط میں یکسانیت ہے، یا پھر معیار دوہرا ہے!

چند مزید احادیث کا تذکرہ کرتا ہوں جو اپنی سند میں زیر بحث حدیث جیسی یا اس سے کچھ بہتر ہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

”معاویہ کی موت میری ملت کے سوا کسی اور ملت پر ہوگی۔“

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ وَبُكَيْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أُنْبَأَنَا مَعْمَرُ بْنُ أَبِي طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي قَدْ وَضِعَ لَهُ وَضْعٌ، فَكُنْتُ كَحَابِسِ الْبُؤْلِ مَخَافَةَ أَنْ يَجِيءَ، قَالَ: فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ هَذَا.

(أنساب الأشراف للبلاذري، ت أبي غدة، 5/126)

اس کی ایک اور سند بھی ہے:

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي، قَالَ: وَكُنْتُ تَرَكْتُ أَبِي يَلْبَسُ ثِيَابَهُ فَخَشِيتُ أَنْ يَطْلُعَ، فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ.

(أنساب الأشراف للبلاذري، 5/126)

سوال یہ ہے کہ اس روایت میں کون سا کذاب ہے؟ چونکہ بعض لوگوں کے مطابق حدیث ضعیف کو ہر حال

میں بلا شرائط قبول کرنا ہے، تو پھر ان احادیث کو کیوں نہ مانا جائے؟ کہہ سکتے ہیں کہ حدیث ضعیف و زائل میں قبول ہے، جبکہ اس باب میں بخاری و مسلم سے بھی احادیث اس پر شاہد ہیں۔

ایک اور روایت

”معاویہ جہنم میں ایک تابوت میں بند ہے۔“

حدثني خلف بن هشام البزار حدثنا أبو عوانة عن الأعمش عن سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُعَاوِيَةُ فِي تَابُوتٍ مُقْفَلٍ عَلَيْهِ فِي جَهَنَّمَ

(أنساب الأشراف للبلاذري، 5/128)

یہ روایت مرسل ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ظاہری سند میں کوئی کذاب نظر نہیں آتا۔ قبول کر لیا جائے؟

ایک اور روایت

”معاویہ اس امت کا فرعون ہے۔“

خلال رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِأَحْمَدَ وَيْحِي: حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): ”لِكُلِّ أُمَّةٍ فِرْعَوْنٌ، وَفِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ“. فَقَالَا: جَمِيعًا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَلَيْسَ يَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَحَادِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَلَمْ يَسْمَعْ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ مِنْ عُبَيْدِ اللَّهِ شَيْئًا، يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ عَبْدُ الْمَجِيدِ ذَلَّ شَيْئًا؛ سَمِعَهُ مِنْ إِنْسَانٍ، فَحَدَّثَ بِهِ۔

”میں نے احمد اور یحییٰ سے کہا کہ مجھے عبد الحمید کی سند سے روایت بتلاؤ کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ”ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور اس امت کا فرعون معاویہ ابن ابی سفیان ہیں۔“ تو ان دونوں نے مل کر کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث عبد اللہ کی احادیث میں سے معروف نہیں ہے اور عبد الحمید نے عبد اللہ سے کچھ نہیں سنا ہے مناسب یہ کہ عبد الحمید نے تدلیس کی ہے کسی انسان سے سنا اور اس کو بیان کر دیا۔“

(المنتخب من علل الخلال م، 1/227)

کیا فرماتے ہیں؟ ”لیس بصحیح“ سے فقط صحت کی نفی ہو رہی ہے؟ روایت کو موضوع نہیں کہہ رہے؟ صحیح نہیں تو شاید حسن ہوگی! یا پھر ضعیف جو کہ موضوع نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ ایک **مجهول** راوی نظر آتا ہے اس میں؟ **مجهول** کی روایت کو ضعیف کا ٹھپا لگا کر قبول کرنے والے کیا فرماتے ہیں؟

بلکہ اس کا ایک اور شاہد موجود ہے۔ اب تو حسن بن جانی چاہیے!

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی ”علل“ میں ہے، روایت: ”ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔“

وسئل عن حدیث یزید بن شریک، عن ابي ذرٍّ، أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: أَحَدُنَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

فَقَالَ: هُوَ حَدِيثُ يَزِيدَ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَاحْتَلَفَ عَنْهُ؛

فَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ كَذَلِكَ.

وَرَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ، وَمَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، وَحَكِيمِ بْنِ جَبْرِ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وَهُوَ الصَّوَابُ، فَدَلَّ أَنْ رِوَايَةَ الثَّوْرِيِّ وَمَنْ تَابَعَهُ مُرْسَلٌ.

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَضْبَهَانِيُّ، أَنبَأَنَا أَبُو مَسْعُودٍ، أَنبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ،

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلَيْنِ: أَحَدُهُمَا فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ الْآخَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَا كَذَا حَدَّثَ بِهِ أَبُو مَسْعُودٍ۔

”اور (دارقطنی رحمہ اللہ سے) یزید بن شریک کی اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک اس امت کا فرعون ہے۔

تو دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں ان پر اختلاف ہوا ہے۔

اور ثوری نے اس کو اعمش کی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور اس کو روایت کیا ہے ابو عوانہ اور منصور بن ابی اسود نے اعمش کی سند سے جو حکیم بن جبیر اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے جبکہ حکیم بن جبیر ضعیف الحدیث ہیں اور یہ یہی بات درست ہے چنانچہ دلائل یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ثوری کی روایت اور اس کی جس نے ثوری کی متابعت کی ہے مرسل ہوگی۔

ابو صالح اصبہانی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو ابو مسعود نے محمد بن یوسف نے خبر دی سفیان کی سند سے اعمش کی سند سے ابراہیم تیمی کی سند سے ان کے والد نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مردوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک اس امت کا فرعون ہے۔

پس دوسرے بندے نے کہا کہ بہر حال میں ایسا نہیں ہوں۔

اسی طرح کی روایت بیان کی ہے ابو مسعود نے۔“

(علل الدارقطني، طدار طيبة - الرياض، 271/6)

کیا کہیں گے اس روایت سے متعلق؟

۶۔ روایت کے متن پر کلام

محدثین کے یہاں متن کو جانچنے کا ایک اہم قاعدہ یہ بھی ہے کہ وہ حقیقتِ واقعہ کے مطابق ہو۔ نبی کریم ﷺ جب کسی کی کوئی فضیلت بیان فرماتے ہیں تو وہ اس میں نظر آتی ہے۔ اس کے متواتر مثالیں ہمیں کتبِ احادیث میں ملتی ہیں اور کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ نبی کریم ﷺ کسی کی کوئی فضیلت بیان فرمائیں اور اس شخص کی زندگی اس کے برعکس نکلے۔

اب یہ روایت: ”اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

اس کا کیا معنی ہے؟ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں وارد یہ جملہ کہ فلاں مجھ سے اور میں فلاں سے ہوں سے مراد کیا ہے؟

قرآن حکیم میں اس اسلوب کا استعمال

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ﴾

ترجمہ: ”پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے نکلا، تو اس نے کہا: بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمائے والا ہے، پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا اور جو اس کو نہیں پیے گا پس وہی میری (جماعت) سے ہوگا مگر جو شخص ایک چٹو (کی حد تک) اپنے ہاتھ سے پی لے (اس پر کوئی حرج نہیں)۔“

(البقرة: 249، عرفان القرآن)

امام ماتریدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

«فَلَيْسَ مِنِّي» من أتباعي وشيعتي.

(وہ مجھ سے نہیں) یعنی میرے متبعین اور میرے گروہ سے نہیں۔

(تفسیر الماتریدی، طدار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، 227/2)

«فَلَيْسَ مِنِّي» فليس من أتباعي

(وہ مجھ سے نہیں) یعنی وہ میری اتباع کرنے والوں میں سے نہیں۔

(تفسیر النسفی، طدار الكلم الطیب، بیروت، 205/1)

بلکہ اس کی تصریح قرآن حکیم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں بھی آئی ہے۔

«فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي»

(ابراہیم: 36)

وقوله - عَزَّ وَجَلَّ - : «فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي».

يشبه أن يكون «مِنِّي»: أي: موافقي في الدين، أو في الولاية، وحاصله - والله أعلم - : «معي في الدين وفي أمر الدين، وكذلك معنى ما روي: "من غش فليس منا" أي: ليس بموافق لنا، أو ليس معنا، أو ليس من ملتنا، وكذلك قوله: «فَإِنَّهُ مِنِّي» أي: من ملتي.

وحاصله: فمن تبعني وأجابني فيما دعوته إليه وأمرته به فإنه مني؛ أي: مما أنا عليه، وكذلك قوله: "من غش فليس منا" أي: ليس مما نحن عليه.

”اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :- (جو میری پیروی کرے گا، تو وہ مجھ سے ہوگا)۔

یعنی دین میں یا ولایت میں مجھ سے موافقت ہو جائے اور حاصل کلام یہ کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ میرے

ساتھ ہو جائے دین اور دین کے معاملات میں، نیز اس طرح کا مفہوم ہوگا اس کا بھی جو بیان کیا گیا ہے: کہ ”دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے۔“ یعنی وہ ہم سے متفق نہیں، یا وہ ہمارے ساتھ نہیں، یا وہ ہمارے دین سے نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (وہ مجھ سے ہے) مطلب: میرے دین سے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص میری پیروی کرے اور جس چیز کے لیے میں نے اسے بلایا اور اس کا حکم دیا اس کو قبول کیا تو وہ مجھ سے ہے۔ یعنی: جس چیز پر میں ہوں اور یہی مطلب ہے اس قول کا کہ: ”جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے“ یعنی: وہ اس راستہ پر نہیں ہے جس پر ہم ہیں۔“

(تفسیر الماتریدی = تأویلات أهل السنة، 401/6)

ائمہ کرام کے اس کلام سے واضح ہوا کہ ”فلان منی“ سے مراد یہ ہے کہ وہ میری اتباع میں ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ شرح مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَتْ هَذِهِ الْأَشْيَاءُ الَّتِي نَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ فِيهِ عَنْهُ أَشْيَاءٌ مَذْمُومَةٌ، فَكَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اخْتَارَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأُمُورَ الْمَحْمُودَةَ، وَنَفَى عَنْهُ الْأُمُورَ الْمَذْمُومَةَ، فَكَانَ مَنْ عَمِلَ الْأُمُورَ الْمَحْمُودَةَ مِنْهُ، وَمَنْ عَمِلَ الْأُمُورَ الْمَذْمُومَةَ لَيْسَ مِنْهُ، كَمَا حَكَى عَزَّ وَجَلَّ عَنْ نَبِيِّهِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ قَوْلِهِ فِي ذُرِّيَّتِهِ: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [إبراهيم: 36]، وَكَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ مُخْبِرُ الْعِبَادَةِ فِي قِصَّةِ نَبِيِّهِ دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [البقرة: 249] فِي أَمْثَالٍ لِهَذَا مَوْجُودَةٌ فِي الْكِتَابِ، مَعْنَاهَا الْمَعْنَى الَّتِي ذَكَرْنَا، فَدَلَّ أَنْ كُلَّ عَامِلٍ عَمَلًا عَلَى شَرِيعَةِ نَبِيِّهِ الَّذِي عَلَيْهِ اتِّبَاعُهُ فَإِنَّهُ مِنْهُ، وَأَنَّ كُلَّ عَامِلٍ عَمَلًا تَمْنَعُ مِنْهُ شَرِيعَةُ نَبِيِّهِ الَّذِي عَلَيْهِ اتِّبَاعُهُ لَيْسَ مِنْهُ؛ لِحُزْوَ جِهَةٍ عَنْ مَادَعَاةِ إِلَيْهِ، وَعَنْ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِلَى ضِدِّ ذَلِكَ۔

”یہ وہ چیزیں تھیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا جو آپ کی طرف سے تھیں یا جن میں قابل مذمت باتیں تھیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اچھی چیزوں کا انتخاب کر لیا تھا اور بری چیزوں کو اپنے نبی ﷺ سے دور کر دیا تھا، پس چنانچہ جو کوئی نیک عمل کرے گا وہ اللہ کے رسول ﷺ کی راہ پر ہوگا اور جو کوئی برے عمل کرے گا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے راستے پر نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد کے بارے میں اپنے اس قول کے بارے میں بتایا: {جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے} [ابراہیم: 36]، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا ایک پانی کی نہر کے ذریعے پس جو اس میں سے پیے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو اس میں سے بالکل بھی نہ پیے وہ مجھ سے ہوگا (البقرہ)۔ اس طرح کی مثالیں کتاب میں موجود ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے، چنانچہ دلاتا یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کی شریعت پر عمل کرنے والا ہر شخص اللہ کے رسول ﷺ سے ہوگا اور جو کوئی نبی ﷺ کے منع کئے ہوئے کاموں کو کرے گا تو وہ نبی ﷺ سے نہیں ہوگا، اس حکم کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے جس کی طرف اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بلایا اور اس کے برخلاف پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے۔“

(شرح مشکل الآثار للطحاوی، ط مؤسسة الرسالة، 3/379)

احادیثِ مبارکہ میں اس اسلوب کا استعمال

نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیثِ مبارکہ میں مختلف نیک اعمال اور بعض اصحابِ مبارک رضی اللہ عنہم کی فضیلت اس اسلوب سے بیان فرمائی ہے۔

عمل میں اتباع

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(من أخذ بسنتي فهو مني) أي من أشياعي أو أهل ملتي، من قولهم فلان مني كأنه بعضه متحد به (ومن رغب عن سنتي... فليس مني) أي ليس على منهاجي وطريقتي أو ليس بمتصل بي أو ليس من أتباعي وأشياعي.

(جس نے میری سنت کو تھا ما وہ مجھ سے ہے) یعنی میرا ساتھی اور میری ملت پر ہے۔ ان کا قول: فلاں مجھ سے ہے، گویا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا کچھ حصہ مجھ سے منسلک ہے۔ (اور جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں) یعنی میرے منہج اور میرے طریق پر نہیں، یا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، یا وہ میرے قبیحین اور میرے ساتھیوں میں سے نہیں۔

(فيض القدير، ط المكتبة التجارية الكبرى - مصر، 6/42)

اس سے مزید یہ معنی واضح ہو گیا کہ **فلاں منی** کا اطلاق فقط اس پر ممکن ہے جو شخص یا جو عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں ہو۔

ایک جاں نثار صحابی کے عمل پر اس کا اطلاق

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ فِي مَغْرَى لَهُ، فَأَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَلَانًا، وَفَلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَلَانًا، وَفَلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جَلِيئِيًّا، فَاطْلُبُوهُ فَطَلَبُوا فِي الْقَتْلَى، فَوَجَدُوهُ

إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ.

”حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں شریک تھے پس اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا؟ تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو ہم نے کھودیا، اللہ کے نبی ﷺ نے پھر سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا؟ تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم نے فلاں فلاں شخص کو کھودیا، اللہ کے رسول ﷺ نے پھر سوال کیا کہ کیا تم نے کسی کو کھودیا؟ تو صحابہ کرام نے جواب دیا کہ (اب مذکورہ بالا لوگوں کے علاوہ) کوئی کم نہیں ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جلییب کی کمی محسوس ہو رہی ہے، جاؤ اسے تلاش کرو تو انہیں میدان جنگ میں (مرنے والوں میں) تلاش کیا تو وہ ان سات لوگوں کے قریب ملے کہ جن کو جلییب نے قتل کیا تھا پھر ان لوگوں نے جلییب کو شہید کر دیا تھا، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ ان کی نعش مبارک کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جلییب نے سات لوگوں کو قتل کیا پھر لوگوں نے جلییب کو شہید کر دیا یہ (جلییب) مجھ سے ہیں اور میں جلییب سے ہوں یہ (جلییب) مجھ سے ہیں اور میں جلییب سے ہوں۔“

(صحیح مسلم، طدار إحياء التراث العربي - بیروت، 1918/4)

(مسند أحمد، مؤسسة الرسالة، 22/33، 28/33، 45/33)

(السنن الكبرى للنسائي، مؤسسة الرسالة - بیروت، 347/7)

امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) مَعْنَاهُ الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّحَادِ طَرِيقَتَيْهِمَا وَاتِّفَاقِهِمَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى.

”یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اس کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں کے طریقے میں اتحاد ہونے میں اور اللہ کی اطاعت میں متفق ہونے میں مبالغہ بتلانا مقصود ہے۔“

(شرح النووي على مسلم، طدار إحياء التراث العربي - بیروت، 26/16)

ایک جماعت کے عمل پر اس کا اطلاق

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قُلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عَنْدهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِثْنَاءِ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

”حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب دورانِ جنگ اشعریوں کا کھانا ختم ہو جاتا یا اُن کے خاندان کا کھانا کم پڑ جاتا ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے وہ اُس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر اُسے ایک برتن کے ذریعے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔“

(صحیح البخاری، ط السلطانیہ، 3/138)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ هُمْ مِنِّي الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّصَالِ طَرِيقَهُمَا وَاتِّفَاقِهِمَا عَلَى الطَّاعَةِ.

”اور رسول اللہ ﷺ کے قول ہم منی کے مراد ان کے راستے کے متصل ہونے کے سلسلہ میں مبالغہ آرائی ہے اور ان کے اطاعت قبول کرنے کے سلسلہ میں اتفاق رائے کا اظہار ہے۔“

(فتح الباری لابن حجر، ط دار المعرفة - بیروت، 8/97)

اوصاف میں مشابہت

امام مناوی رحمہ اللہ ایک اور حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(الحسن مني والخسین من علي) أي الحسن يشبهني والخسین يشبه عليا وَ كَانَ الْغَالِبُ عَلَي الْحَسَنِ الْحِلْمُ وَالْإِنَاءَةُ كَالنَّبِيِّ وَعَلِي الْخُسَيْنِ الشَّدَّةُ كَعَلِي.

”(حسن بن علیؑ مجھ سے ہے اور حسین بن علیؑ سے) یعنی حسن بن علیؑ میرے مشابہ ہیں اور حسین بن علیؑ پر علی بن علیؑ کے۔ حسن بن علیؑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حلم اور صبر غالب تھا اور حسین بن علیؑ پر علی بن علیؑ کی طرح (دین پر) شدت غالب تھی۔ (علیہم السلام)“

(التيسير بشرح الجامع الصغير، ط مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، 507/1)

اس مقام پر **فلان منی** کا اطلاق اوصافِ جلیلہ میں مشابہت کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے۔

محبت و عداوت میں یکسانیت

عمرہ بیضاوی رحمہ اللہ، طبری رحمہ اللہ اور دیگر شارحین حدیث نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کلام نقل کیا ہے:

قوله: ((حسين مني وأنا من حسين)) قض: كأنه صلى الله عليه وسلم علم بنور الوحي ما سيحدث بينه وبين القوم فخصه بالذكور وبين أنهما كالشيء الواحد في وجوب المحبة وحرمة التعرض والمحاربة.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: حسین بن علیؑ مجھ سے اور میں حسین بن علیؑ سے ہوں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے نور سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ان (حسین بن علیؑ) اور لوگوں کے درمیان کیا معاملہ پیش آئے گا، لہذا ان کا (اس انداز) میں خاص ذکر فرمایا اور یہ واضح فرمایا دیا کہ گویا دونوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حسین بن علیؑ) محبت کے وجوب میں، حرمت میں اور جنگ میں ایک ہی ہیں (یعنی جس نے جو معاملہ سیدنا حسین بن علیؑ

السلام کے ساتھ کیا گویا اس نے وہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا۔

(شرح المشكاة للطبي، ط مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، 3914/12)

(تحفة الأحوذ للمباركفوري، ط دار الكتب العلمية - بيروت، 178/10)

(تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة للبيضاوي، ط وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بالكويت، 562/3)

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) أَي: فِي النَّسَبِ وَالْمُصَاهَرَةِ وَالْمُسَابَقَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَزَايَا لَا فِي مَحْضِ الْقَرَابَةِ وَلَا فَعِزِّ مُشَارِكٍ لَهُ فِيهَا.

”پیشک علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں یعنی نسب کے اعتبار سے، سسرالی رشتے کے اعتبار سے اور مسابقت کے اعتبار سے اور محبت کے اعتبار سے اور ان کے علاوہ بہت سے اوصاف و افعال کے اعتبار سے، محض قرابت میں مشابہت نہیں (بلکہ کئی اعتبار سے مشابہت رکھتے ہیں) ویسے تو رشتہ داری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ لوگ بھی شامل ہیں۔“

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، 3936/9)

اس مقام پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل بیت علیہم السلام کے افراد کو فرمانا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، یہ دوسروں سے مختلف ہے۔

جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔“

(الحديد: 19)

ہاں لیکن کیا ہر کلمہ گو کا صدیق ہونا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت کے برابر ہے؟ اس کا جواب ہے، ہرگز نہیں! بلکہ صدیقیت کے مقامات ہیں۔

بالکل اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مولا علی اور حسنین کریمین علیہ السلام کو فرمانا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، یہ الگ مقام ہے جو دیگر اصحاب و اعمال کے مقام سے علی و ارفع ہے، جن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہی فرق شارحین حدیث کے کلام سے بھی واضح ہو چکا اور توفیق فقط اللہ کی طرف سے ہے۔

خلافتِ راشدہ کے خلاف ملوکیت کا قیام

خلافتِ راشدہ؟ کون سی خلافتِ راشدہ؟ وہی خلافتِ راشدہ جس کے متعلق فرمایا گیا:

عن العزْباضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، وَجَلَسَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةً مُودِعٍ، فَأَعْهَدَ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبِشِيًّا، وَسَتَرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُخْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

”حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور خطبہ فرمایا، بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ، ایسا کہ اس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا، ”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو گویا الوداعی وعظ تھا، تو آپ ﷺ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟“ فرمایا: ”میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ ﷻ کا تقویٰ اختیار کیے رہنا اور اپنے حکام کے احکام سننا اور ماننا، خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ اُن

حالات میں میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا بلکہ دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا، نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، ط دار إحياء الكتب العربية، 15/1)

(سنن أبي داود، ط المكتبة العصرية، صیدا - بیروت، 201/4)

(سنن الترمذی، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 44/5)

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 373/28 و 375)

اس حدیث کے سیاق و سباق پر غور کریں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانا:

• **عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَصَا أَحَبُّ شَيْءٍ إِلَيْكُمْ فَمَا تَقْوَى اللَّهِ** اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کا پس منظر سیاسی ہے۔

• پھر نبی کریم ﷺ کا فرمانا: **وَسَتَرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا**۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ اختلاف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے دنیائے فانی سے پر وہ فرما جانے کے بعد ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوگا اور مسند احمد کی روایت میں اس کا ایک طویل مدت کے بعد ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ، فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا** (مسند احمد 28/367)۔

• جس اختلاف سے نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ہمیں آگاہ فرمایا وہ اختلاف ایسا ہے جس میں خدفتِ راشدہ کو نشانہ بنایا جائے گا۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمادی کہ میری سنت اسی میں ہے جس پر خلفائے راشدین قائم ہیں۔

• اس مقام پر خلفائے راشدین کی سنت سے مراد یہ نہیں کہ ان کو کوئی تشریحی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم

ﷺ نے یہ دین مکمل فرما دیا اور اس میں کوئی شخص ایسی سنت قائم نہیں کر سکتا جس کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے برابر سمجھا جاسکے۔ خلفائے راشدین بھی احکامات میں باقی تمام امت کی طرح نبی کریم ﷺ کے ہی پابند ہیں۔ لہذا اس حدیث کا وہ معنی نہیں جو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

• بلکہ اس کے دو ممکنہ معنی صحیح معلوم ہوتے ہیں۔

اول: نبی کریم ﷺ کی بہت سی سنن منسوخ ہوئی ہیں اور بہت سی امت میں جاری ہیں۔ ناسخ کو منسوخ سے جدا کرنے کا ایک قرینہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بھی ہے۔

دوم: اس حدیث میں سنت سے مراد سیاسی، معاشی و معاشرتی نظام ہے اور نبی کریم ﷺ حکم فرما رہے ہیں کہ **خلافت راشدہ** کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

پہلی تشریح بھی اپنی حدود و قیود کے ساتھ درست ہے۔ مگر فقیر کی نظر میں اس کی زیادہ درست تعبیر وہ ہے جس کا تعلق **خلافت و ملوکیت** کے ساتھ ہے، کیونکہ روایت کا سیاق و سباق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس پر مزید یہ ہے کہ اور بھی مرویات اسی معنی کو تقویت دیتی ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ إِمَارَةِ الشُّفَهَاءِ، قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ الشُّفَهَاءِ؟ قَالَ: أَمْرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي، لَا يَفْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنْتُونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بَكْذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرْذَوِ اعْلَىٰ خَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يَصْدَقْهُمْ بَكْذِبِهِمْ، وَلَمْ يَعْنَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِ ذَوَا عُلَىٰ خَوْضِي.

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پناہ میں رکھے بے وقوفوں کی امارت سے تو کعب بن عجرہ نے پوچھا کہ بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد چند امراء ہوں گے کہ جو میری ہدایت کا اقتداء نہیں کریں گے اور نہ تو میری

سنت پر چسپاں گے پس جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے مظالم پر ان کی مدد کریں گے، تو ایسے لوگ مجھ سے نہیں ہیں اور میں ان سے نہیں ہوں اور ایسے لوگ میرے پاس میرے حوض پر نہیں آسکیں گے اور جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کریں گے اور ان کے مظالم پر ان کی مدد نہیں کریں گے تو ایسے لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور عنقریب یہ لوگ میرے پاس میری حوض پر آجائیں گے۔“

(مسند أحمد، مؤسسة الرسالة، 332/22)

(جامع معمر بن راشد، ط المجلس العلمي بباكستان، 346/11)

(المنتخب من مسند عبد بن حميد، ط مكتبة السنة - القاهرة، ص: 345)

(شرح مشكل الآثار للطحاوي، ط مؤسسة الرسالة، 375/3)

(صحيح ابن حبان، ط مؤسسة الرسالة - بيروت، 9/5)

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ط دار الكتب العلمية - بيروت، 152/1)

• یہ روایت صحیح ہے۔

• اس روایت میں **لَا يَفْتَدُونَ بِهَذِهِ**، **وَلَا يَسْتَنْتُونَ بِسُنَّتِي** سے مزید واضح ہو گیا کہ سنت

سے مراد نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور خلفائے راشدین بھی اسی کے پابند ہیں۔

• ملوکیت کے بانیوں اور طرف داروں سے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے

نہیں اور نہ میں ان سے ہوں! شاید اسی بات کو چھپانے کے لیے یہ روایت گھڑی گئی کہ

”اے معاویہ تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں!“

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے خلافت راشدہ کے خلاف اقدام کی بنیاد رکھی؟ سنت کی

مخالفت کی اس سے بڑی مثال شاید تاریخ میں نہ ملے۔

کیا یہ خلافتِ راشدہ کے خلاف یہ اقدام نبی کریم ﷺ کی سنت میں سے ہے کہ آپ فرمائیں ”اے معاویہ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو؟“ لہذا ان کا یہ عمل ہی اس روایت کے باطل ہونے کو کافی ہے! بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے آپ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے تھے۔

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: "دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسَوُا نَهْيَهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتْ: الْحَقُّ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي اخْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدْعُهُ حَتَّى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَا أَجَبْتُهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَلَلْتُ خُبُوتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيَحْمِلُ عَنِّي ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الْجَنَانِ.

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا، (دوسرا طریق) معمر نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن طاووس نے عکرمہ بن خالد سے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں اپنی ہمشیرہ (بہن) اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے میں نے اپنی ہمشیرہ (بہن) سے کہا، ”لوگوں کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے، جسے آپ دیکھ رہی ہیں اور مجھے (امارت سے) کوئی حق نہیں دیا گیا۔“ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ”لوگوں سے جا کر ملو، وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے نہ جانے سے جماعت میں افتراق و اختلاف ہو جائے گا۔“ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ چلے گئے جب لوگ حضرت معاویہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو حضرت معاویہ نے خطبہ دیا انہوں نے کہا ”جو امارت کے متعلق کلام کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔“ حبیب بن مسلمہ (بن مالک) نے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، تم نے حضرت معاویہ کو اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نے اپنا پٹولا (گوٹھ) کھولا تھا اور میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا تھا اس امر (خلافت) کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو اسلام میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کر چکا ہے۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یوم أحد اور خندق میں تم سے جنگ کر چکے ہیں اور تم دونوں اس وقت کافر تھے) پھر مجھے خوف ہوا کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جو لوگوں کی تفریق اور خوں ریزی کا سبب بن جائے اور میری بات کا وہ مطلب لیا جائے جو میری مراد نہیں تو میں نے وہ یاد کیا جو اللہ ﷻ نے جنت میں مہیا کر رکھی ہے۔“

(صحیح البخاری، طدار طوق النجاة، 110/5)

اس باب میں ایک اور صحیح حدیث پیش ہے۔

عن أبي الطفيل قال أنه سمع خديفة يقول: يا أيها الناس، ألا تسألوني؟ فإن الناس كانوا يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير، وكنت أسأله عن الشر، أفلا تسألون عن ميت الأحياء؟ فقال: إن الله تعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم فدعا الناس من الضلالة إلى الهدى، ومن الكفر إلى الإيمان، فاستجاب له من استجاب، فحیی بالحق من كان ميتا، ومات بالباطل من كان حيا، ثم ذهبت النبوة فكانت الخلافة على منهاج النبوة، ثم يكون ملكا عضوا، فمن الناس من ينكر بقلبه ويده ولسانه والحق استكمل، ومنهم من ينكر بقلبه ولسانه كافا يده وشعبته من الحق ترك، ومنهم من ينكر بقلبه كافا يده ولسانه وشعبته من الحق ترك، ومنهم من لا ينكر بقلبه ولسانه فذلك ميت الأحياء.

”حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جب کہ میں رسول اللہ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا، کیا تم

”میت احیاء“ (Dead-Alive / زندہ مگر مردوں کے جیسا / Alive but as if dead) زندوں کے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟“ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خود ہی بیان کرنے لگے کہ ”بیشک! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکال کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے اُن کی دعوت کو قبول کرنا تھا اُس نے قبول کر لیا پس جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (اُن کی دعوت کا انکار کر کے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوت کے بعد اسی کی نچ پر خلافت قائم ہوئی پھر اس کے بعد ”مُلُکُ عضوض“ یعنی کفکھنی بادشاہت ہوگی۔ پس بعض لوگ اپنے دل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے، لامحالہ انہوں نے کامل حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دل و زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اُس کے انکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ (حصہ) ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس بادشاہت کا دل سے تو انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اُس کے انکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کے دوسرے شعبہ (حصہ) کو ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ایسی بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ ”میت احیاء“ (یعنی زندوں میں مردہ) ہیں۔“

(حلیۃ الاولیاء، لابی نعیم، مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر، 1/274)

- یہ روایت مرفوع حکمی ہے کیونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان باتوں کا علم اپنے اجتہاد سے نہیں لا سکتے۔
- اس روایت سے مزید واضح ہوا کہ جس فتنے کی طرف نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے وہ ملوکیت کا فتنہ ہے۔
- اس ملوکیت کی مخالفت کرنے والوں کے نبی کریم ﷺ نے درجات بیان فرمائے ہیں:

اول: دل میں برا جانتے ہوئے زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کرنے والے۔ انہوں نے حق کے ارکان کو مکمل کیا۔ یہ اپنے ایمان میں مکمل ٹھہرے۔

دوم: دل میں برا جانتے ہوئے زبان سے اس کے خلاف بولنے والے۔ مگر کف ید کرنے والے۔ یعنی زبان سے تو تنقید کرتے رہے مگر خلیفہ راشد کا عملاً ساتھ نہ دیا۔ ان سے حق بیانی کا ایک رکن چھوٹ گیا۔

سوم: دل میں برا جانتے ہوئے کف لسان اور کف ید کرنے والے۔ ان سے حق کے دو ارکان چھوٹ گئے۔

چہارم: نہ دل سے برا جاننے والے، نہ زبان و ہاتھ سے کچھ کرنے والے۔ ان سے متعلق فرمایا کہ یہ زندوں میں مردہ ہیں !!!

ہر شخص اپنے آپ کو اس پیمانے پر رکھ کر دیکھ لے کہ وہ ان میں سے کس صف میں کھڑا ہے۔

ذاتی معاملات میں سنن کی خلاف ورزی

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ الْحَمَصِيِّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَقَدْ الْمَقْدَامُ بْنُ مَغْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قَنْسَرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمَقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوْفِّي؟ فَرَجَعَ الْمَقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحَسَنٌ مِنِّي؟ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمَقْدَامُ: أَمَا أَنَا فَلَا أَبْرُحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأَسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنَّا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ

تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْخَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالزُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللَّهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا سَكَلَهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُو مِنْكَ يَا مُقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبِيهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمَائَتَيْنِ، فَفَرَقَهَا الْمُقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمُقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسِطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ۔

”حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ اور بنو اسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا تعلق اہل قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ نے مقدم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ”کیا تم جانتے ہو کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے؟“ اس پر مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا، تو فلاں شخص (حضرت معاویہ) نے مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ اسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو) اپنی گود میں بٹھا کر انہیں یہ فرمایا تھا:

”یہ (یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔“

اس پر اسدی شخص نے کہا: ”وہ (یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ) ایک انگارا تھا جسے اللہ جل جلالہ نے بجھا دیا تو حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی پھر انہوں نے فرمایا: ”اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا۔“ انہوں نے

(حضرت معاویہ نے) کہا: ”میں ایسا ہی کروں گا“، حضرت مقدم بن سہلؓ نے کہا: ”میں تمہیں اللہ ﷻ کے نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟“ انہوں نے (حضرت معاویہ نے) جواب دیا، ”ہاں!“ حضرت مقدم بن معدی کربؓ نے کہا، میں تجھے اللہ ﷻ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟“ انہوں نے (حضرت معاویہ نے) جواب دیا، ”ہاں!“ حضرت مقدم بن معدی کربؓ نے کہا: ”میں تجھے اللہ ﷻ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے سے یا اُن کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟“ انہوں نے (حضرت معاویہ نے) جواب دیا، ”ہاں!“ تو حضرت مقدم بن معدی کربؓ نے کہا: ”اللہ ﷻ کی قسم! اے معاویہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں“ تو حضرت معاویہ نے کہا: ”اے مقدم! مجھے پتہ تھا میں آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔“

خالد بن سہلؓ بیان کرتے ہیں: ”تو حضرت معاویہ نے حضرت مقدم بن سہلؓ کو اتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے اُن کے باقی دو ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور اُن کے بیٹے کے لیے وہ حصہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدم بن معدی کربؓ نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے لیکن اسد قبیلہ سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا اُس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اس بات کی اطلاع حضرت معاویہ کو ملی تو انہوں نے کہا: ”جہاں تک مقدم کا تعلق ہے تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا لیا ہوا ہے لیکن جہاں تک اسد قبیلہ سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے تو وہ ایک اچھا آدمی ہے جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔“

(سنن أبی داود، المكتبة العصرية، صیدا- بیروت، 68/4)

اس کی سند میں اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید نے سماع کی تصریح نہیں کی لیکن مسند احمد بن حنبل کی سند میں سماع کی تصریح موجود ہے۔

حَدَّثَنَا حَنْوَلَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنَا بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ بِهِ.

(مسند أحمد، ط مؤسسة الرسالة، 426/28)

وَفِي إِسْنَادِ مُسْنَدِ أَحْمَدَ صَرَّحَ بِقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ بِالتَّحْدِيثِ

(عون المعبود وحاشية ابن القيم، 129/11)

اور اس طرح کی تصریح کے لیے مکمل روایت کا ہونا شرط نہیں۔ بخاری و مسلم میں اسی پر عمل ہے۔

مال غنیمت سے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خلاف ورزی

”مؤمل بن اہاب“ اپنے جزء میں ”سید صحیح“ سے روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، ثنا الْمُؤَمَّلُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَابْنُ أَبِي جَرَرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ خَذِيفَةُ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا نَزَلَ رَاكِبٌ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ فَحَالَ بَيْنَ الْيَتَامَى وَالْأَرَامِلِ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: الْمَالُ مَا لَنَا

”حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا، اگر کوئی سوار تمہاری پیٹھ پیچھے یتیموں اور بیواؤں کے درمیان اترے، جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو عطا کیا تھا اس کے بارے میں کہے کہ مال ہمارا ہے۔“

(جزء المؤمل، ص 92)

أَخْبَرَنَا أَبُو يَغْلَى قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِي، عَنْ سُؤَيْدٍ - وَلَمْ أَرْ عَلَيْهِ عَلَامَةَ السَّمَاعِ، وَعَلَيْهِ (صَحَّ) فَشَكَّكْتُ فِيهِ، وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ - عَنْ ضِمَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْمَعَاوِرِيِّ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ قَالَ: خُطَبْنَا مَعَاوِيَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَقَالَ: إِنَّمَا الْمَالُ مَا لَنَا وَالْفَيْءُ فَيْئُنَا، مَنْ شِئْنَا أُعْطِينَا، وَمَنْ شِئْنَا مَنَعْنَا، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلَمَّا

كَانَتْ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ، قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلَمَّا كَانَتْ الْجُمُعَةُ الثَّلَاثَةُ، قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِمَّنْ شَهِدَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: كَلَّا، بَلِ الْمَالُ مَالُنَا وَالْفِيءُ فَيْئُنَا، مَنْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَاكُمُنَا بِأَسْيَافِنَا، فَلَمَّا صَلَّى أَمَرَ بِالرَّجُلِ، فَأَذْجَلَ عَلَيْهِ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، ثُمَّ أَذِنَ لِلنَّاسِ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي تَكَلَّمْتُ فِي أَوَّلِ جُمُعَةٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ أَحَدٌ، وَفِي الثَّانِيَةِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ أَحَدٌ، فَلَمَّا كَانَتْ الثَّلَاثَةُ أَخْبَانِي هَذَا أَخِيَاهُ اللَّهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَيَأْتِي قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ، فَلَا يَزِدُّ عَلَيْهِمْ، يَتَّقَا حُمُونَ فِي النَّارِ تَقَا حُمَ الْقِرَدَةِ، فَخَشِيتُ أَنْ يَجْعَلَنِي اللَّهُ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَدَّ هَذَا عَلَيَّ أَخْبَانِي، أَخِيَاهُ اللَّهُ، وَرَجَوْتُ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي اللَّهُ مِنْهُمْ.

”ابو یعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اسے اپنی کتاب میں پایا ہے سوید کی سند سے لیکن میں نے اس پر سماع کی علامت نہیں دیکھی اور اس پر (صح) کا لفظ تھا پس مجھے اس سلسلہ میں شک ہو گیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ میں نے اس روایت کو ان سے سنا ہے، ضمام بن اسماعیل وغیرہ کی سند سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ نے جمعہ کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ مال تو حقیقت میں ہمارا مال ہے اور غنیمت، ہماری غنیمت ہے، ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جس سے چاہیں گے روک لیں گے پس کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

پس جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہ نے پچھلے جمعہ کی طرح پھر وہی بات دہرائی اس مرتبہ بھی کسی نے اعتراض نہیں کیا پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو اس میں بھی وہی باتیں کہیں جو پہلے دو جمعہ میں کہیں تھیں اس مرتبہ مسجد میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ مال تو ہمارا ہے اور غنیمت بھی ہماری ہے جو کوئی ہمارے اور ہمارے مال کے درمیان آئے گا تو ہم اپنی تلواروں سے اس کا فیصلہ کریں گے۔

پس جب وہ شخص (معترض) نماز سے فارغ ہو گیا تو ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے حضرت معاویہ کے پاس لے آئے تو وہ شخص حضرت معاویہ کے پاس لائے گئے تو حضرت معاویہ نے اس شخص کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا پھر

لوگوں کو آنے کی اجازت دی لوگ آئے تو حضرت معاویہ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے پہلے جمعہ میں کچھ باتیں کہیں تھیں ان پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور پھر دوسرے جمعہ میں بھی وہی باتیں کہیں کسی نے اعتراض نہیں کیا پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو اس شخص نے مجھے بیدار کیا اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایسی قوم آئے گی کہ جو قابل اعتراض باتیں کہے گی تو کوئی اُن پر اعتراض نہیں کرے گا تو ایسے لوگ بندروں کی طرح جہنم کی آگ میں الٹ پلٹ ہونگے (اوندھے منہ گریں گے) حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے نہ بناوے۔

پس جب اس شخص نے میری بات پر اعتراض کیا تو گویا اس نے مجھے بچالیا (زندگی دی) اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور میں اللہ کی ذات سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھے ایسے لوگوں میں شامل ہونے سے بچائے گا۔“

(مسند أبي يعلى، طدار المأمون للتراث - دمشق، 373/13)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ“۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(تاریخ الإسلام للذهبي، طدار الكتاب العربي، بيروت، 314/4)

۷۔ خلاصہ کلام

أَنْتَ مِنِّي يَا مُعَاوِيَةَ۔

- ۱۔ یہ روایت بدیہی طور پر موضوع ہے۔ اس کے متن کے جھوٹ ہونے پر کسی ماہر علم حدیث شریف کو کوئی اختلاف نہیں، بلکہ رواۃ اس کو بیان کرنے کے سبب مجروح قرار پاتے ہیں۔
- ۲۔ اس کو گھڑنے والا عبد العزیز بن یحییٰ ہے اور اسی کا نام بدل بدل کر اس روایت میں سرقہ کیا گیا ہے۔
- ۳۔ اس روایت کے تمام طرق میں مُثَنَّم یا مجہول رواۃ ہیں اور ایسی صورت میں مجہولین کو تقویت نہیں دی جاتی، بلکہ اس کو سرقہ حدیث پر محمول کیا جاتا ہے۔ یہ حفاظ کا طریق ہے!
- ۴۔ اس روایت کا متن ان حقائق کے خلاف ہے جو امت پر بیٹے اور اس کو گھڑنے کی وجہ انہیں حقائق سے پردہ چھپانہ ہے جو ہر شخص پر واضح ہیں جس کا دل اللہ نے حق کو دیکھنے سننے اور سمجھنے کے لیے کھول دیا ہے۔

تم الرسالة بعونه تعالى على يد العبد الفقير الزاجي رَحْمَةً رَبِّهِ وَمَوْلَاهُ الْغَنِي

وَجَاهَتِ حُسَيْنِ بْنِ رَاحَتِ حُسَيْنِ الْحَنْفِيِّ الْقَادِرِيِّ

بتاریخ: ۶ شعبان، ۱۴۴۳ ھجریہ، الموافق: ۱۹/۰۳/۲۰۲۲۔

مصادر ومراجع

1. أحمد بن حنبل (١٦٤-٢٤١هـ)، **مسند أحمد**، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ-٢٠٠١م
2. أحمد بن الصديق الغماري، أبو الفيض الغماري الحسني (ت ١٣٨٠هـ)، **عواطف اللطائف من أحاديث عوارف المعارف**، مكتبة المكية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م
3. البخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن بردزبه البخاري الجعفي، **صحيح البخاري**، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، ١٣١١هـ
4. البلاءذري، أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البلاءذري (ت ٢٧٩هـ)، **جمل من أنساب الأشراف**، الناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ-١٩٩٦م
5. البيضاوي، القاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر البيضاوي (ت ٦٨٥هـ)، **تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة**، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بالكويت، عام النشر: ١٤٣٣هـ-٢٠١٢م
6. الترمذي، محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، **سنن الترمذي**، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م
7. ابن الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، **العلل المتناهية في الأحاديث الواهية**، الناشر: إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، باكستان، الطبعة: الثانية، ١٤١٩هـ/١٩٨١م
8. ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي

- ابن أبي حاتم (ت ٣٢٧هـ)، **الكامل في ضعفاء الرجال**، الناشر: الكتب العلمية - بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٨هـ-١٩٩٧م
9. الحاكم النيسابوري، أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري، **المستدرک علی الصحيحین**، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١-١٩٩٠م
10. ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مغبد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البستي (ت ٣٥٤هـ)، **الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان**، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨هـ-١٩٨٨م
11. ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مغبد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البستي (ت ٣٥٤هـ)، **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين**، الناشر: دار الوعي - حلب، الطبعة: الأولى، ١٣٩٦هـ
12. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، **الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس المسمى زهر الفردوس**، (الناشر: جمعية دار البر، دبي - الإمارات العربية المتحدة، الطبعة: الأولى، ١٤٣٩هـ-٢٠١٨م
13. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، **فتح الباري شرح صحيح البخاري**، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩م
14. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، **لسان الميزان**، الناشر: دار البشائر الإسلامية، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٢م
15. ابن حجر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، **تهذيب التهذيب**، الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الأولى، ١٣٣٦هـ

16. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، **تاريخ بغداد**، الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م
17. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، **تاريخ بغداد**، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ
18. الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، **السابق واللاحق في تباعد ما بين وفاة راويين عن شيخ واحد**، الناشر: دار الصميعي، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢١هـ / ٢٠٠٠م
19. الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (ت ٣٨٥هـ)، **العلل الواردة في الأحاديث النبوية**، الناشر: دار طيبة - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م
20. أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (ت ٢٧٥هـ)، **سنن أبي داود**، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت
21. أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (ت ٢٧٥هـ)، **سؤالات أبي عبيد الآجري أبا داود السجستاني في الجرح والتعديل**، الناشر: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٣هـ / ١٩٨٣م
22. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام**، الناشر: دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٣م
23. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، **ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من مجهولين وثقات فيهم لين**، الناشر: مكتبة النهضة الحديثة -

- مكة، الطبعة: الثانية، ١٣٨٧هـ - ١٩٦٧م
24. الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، **سير أعلام النبلاء**، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م
25. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، **المغني في الضعفاء**، الناشر: إدارة إحياء التراث - قطر،
26. الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، **ميزان الاعتدال في نقد الرجال**، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٣٨٢هـ - ١٩٦٣م
27. السباعي، مصطفى بن حسني السباعي (ت ١٣٨٤هـ)، **السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي**، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٢هـ - ١٩٨٢م (بيروت)
28. الخال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخال البغدادي الحنبلي (ت ٣١١هـ)، **السنة**، الناشر: دار الراية - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٨٩م
29. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (ت ٩١١هـ)، **الزيادات على الموضوعات**، ويسمى **ذيل الألفي المصنوعة**، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٣١هـ - ٢٠١٠م
30. الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحننلي المصري المعروف بالطحاوي (ت ٣٣١هـ)، **شرح مشكل الآثار**، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى - ١٤١٥هـ، ١٤٩٤م
31. الطيبي، شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (ت ٧٤٣هـ)، **شرح الطيبي على مشكاة المصابيح**،

- الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م)
32. عبد بن حميد، أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكشي ويقال له: الكشي بالفتح والإعجام (ت ٢٤٩هـ)، **المنتخب من مسند عبد بن حميد**، الناشر: مكتبة السنة - القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ - ١٩٨٨
33. ابن عدي، أبو أحمد بن عدي الجرجاني، (ت ٣٦٥هـ)، **الكامل في ضعفاء الرجال**، الناشر: الكتب العلمية - بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
34. ابن عراق، نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (ت ٩٦٣هـ)، **تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة**، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩هـ
35. ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (ت ٥٧١هـ)، **تاريخ دمشق**، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م
36. ابن الفاخر، معمر بن عبد الواحد بن رجاء بن عبد الواحد بن محمد بن الفاخر، أبو أحمد القرشي العبشمي السمرقندي الأصبهاني (ت ٥٦٤هـ)، **موجبات الجنة**، الناشر: مكتبة عباد الرحمن، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م
37. علي القاري، علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، **مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح**، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م
38. ابن قدامة، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، الشهير بابن قدامة المقدسي (ت ٦٢٠هـ)، **المنتخب من علل الخلال (ومعه**

- تتمة)، الناشر: دار الراجية للنشر والتوزيع
39. ابن القيم، محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي (ت ١٣٢٩هـ)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ
40. اللالكائي، أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (ت ٤١٨هـ)، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، الناشر: دار طيبة - السعودية، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٣هـ/ ٢٠٠٣م
41. الماتريدي، محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتريدي (ت ٣٣٣هـ)، تفسير الماتريدي (تأويلات أهل السنة)، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م
42. ابن ماجه، ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (ت ٢٧٣هـ)، سنن ابن ماجه، الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي
43. المبارك كفوري، أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (ت ١٣٥٣هـ)، تحفة الأحوذ بشرح جامع الترمذي، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت
44. المزي، يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف، أبو الحجاج جمال الدين ابن الزكي أبي محمد القضاعي الكلبي المزي (ت ٧٤٢هـ)، تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٠ - ١٩٨٠م
45. مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١هـ)، صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي ببيروت، عام النشر: ١٣٧٤هـ - ١٩٥٥م
46. معمر بن راشد الأزدي، الجامع، الناشر: المجلس العلمي - الهند، توزيع المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م

47. المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (ت ١٠٣٦هـ)، **التيسير بشرح الجامع الصغير**، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م
48. المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (ت ١٠٣٦هـ)، **فيض القدير شرح الجامع الصغير**، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦م
49. مؤمل بن إهاب، مؤمل بن إهاب بن عبد العزيز بن قفل بن سدل الربعي أبو عبد الرحمن الكوفي الرملي (ت ٢٥٤هـ)، **جزء المؤمل بن إهاب**، الناشر: دار البخاري - بريدة، الطبعة: الأولى، ١٤١٣م
50. النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت ٣٠٣هـ)، **السنن الكبرى**، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م
51. النسفي، أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (ت ٧١٠هـ)، **تفسير النسفي**، الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
52. أبو نعيم، أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، الناشر: مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر، عام النشر: ١٣٩٤هـ - ١٩٧٤م
53. النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، **المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج**، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢م
54. أبو يعلى، أحمد بن علي بن المثنى التميمي أبو يعلى الموصلي، **مسند أبي يعلى الموصلي**، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق: سنة النشر: ١٤١٠ - ١٩٨٩م



IMAM JA'FAR SADIQ FOUNDATION

(Ahle Sunnat)

Mughalwada, Qasba, Modasa, Aravalli-383315 (Gujarat, India.)

Mo. 85110 21786